مسلسل اشاعت کے ۴۹ سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

580
صفر، ربیع الاول ۱۴۳۵ھ
دسمبر 2013

ماہنامہ الحق

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر 49
شمارہ نمبر 03
صفر ربیع الاول ۱۴۳۵ھ
دسمبر ۲۰۱۳ء

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: طالبان سے مذاکرات کا مسئلہ .... راشد الحق سمیع حقانی ۲
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ...... مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۹
- بدنظری کی تباہ کاریاں اور اس کا علاج .... حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۲۰
- علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تالیفی و تصنیفی خدمات .... مولانا نور محمد ثاقب ۲۵
- علامہ اقبال اور عشق رسول ﷺ .... پروفیسر محمد سرور شفقت ۳۵
- مُورمُون چرچ اور ایک سے زائد شادیوں کا عمل .... ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری ۴۵
- مغربی تہذیب اور اس کے مظاہر فتنوں کا سرچشمہ .... محمد اسلام حقانی ۴۹
- پردہ میں بے پردگی کا رجحان .... مولانا انور جمال قاسمی ۵۵
- دارالعلوم کے شب و روز .... مولانا حامد الحق حقانی ۵۹
- تعارف و تبصرہ کتب .... ادارہ ۶۲

نوٹ: ادارے کا مضمون نگار حضرات کے خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر (0923) 630435
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com فیکس نمبر Fax(0923)630922
فیس بک ایڈریس Facebook\Alhaq Akora Khattak ویب سائٹ : www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/35 روپے سالانہ -/350 بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

نقشِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

راشد الحق سمیع حقانی

طالبان سے مذاکرات کا مسئلہ

شکستہ حال‘ زخم زخم غلام مادرِ وطن کے ساتھ نائن الیون کے بعد اس کے اپنے ناخلف ”فرزندوں“ نے اس کا جو حال کیا ہے وہ بیان سے باہر ہے‘ خود تصویرِ وطن چیخ چیخ کر یہ دہائی دے رہی ہے کہ خدارا اب تو میرے حال پر رحم کرو اور کتنا عرصہ میرے دامن‘ میرے پیراہن پر آگ و خون کا کھیل کھیلو گے؟ کیوں اپنے مفادات اور اقتدار کیلئے امریکی جنگ کیلئے اپنا گھر جلا رہے ہو؟ ارض پاکستان کی دھرتی اب مزید لاشوں کا بوجھ اپنے اندر نہیں سما سکتی۔ لہٰذا اب کچھ عرصہ سے حکمرانوں کو بھی یہ خیال ہو چلا ہے کہ تحریک طالبان افغانستان کے ہاتھوں امریکہ اور نیٹو کی شرمناک شکست کے بعد امریکہ خود بھی مذاکرات کی بھیک بار بار طالبان سے مانگ رہا ہے تو کیوں نہ حکومتِ پاکستان بھی تحریک طالبان پاکستان سے بات چیت کا دروازہ کھولے لہٰذا اسی تناظر میں سابقہ حکومت نے مذاکرات کیلئے برائے نام معمولی سی کوششوں کا آغاز کیا جو امریکی سازشوں اور خود حکومت کی غیر سنجیدگی کے باعث ابتداء ہی میں ناکام ہوگئے۔ پھر نئی حکومت نے ایک مرتبہ پھر آل پارٹیز کانفرنس کی سعی لاحاصل کا انعقاد کیا جس میں حسب سابق تمام جماعتوں نے مذاکرات پر آمادگی کا اظہار کیا لیکن یہ مذاکرات کا عمل بھی امریکہ نے ڈرون حملوں کے ذریعے پاش پاش کردیا۔ لہٰذا ملک میں آگ و خون کا سلسلہ مزید بڑھتا چلا گیا۔ دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین اور جمعیۃ علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ دس بارہ برس سے تکبیر مسلسل کی طرح اس صورتحال پر بے حمیت حکمرانوں اور خوابیدہ قوم کو جگانے میں لگے رہے اور ملک وملت کے ہمدرد سیاسی و مذہبی جماعتوں و تنظیموں کو یکجا کر کے مختلف سیاسی پلیٹ فارموں پر جدوجہد کرتے رہے جو حکمرانوں سمیت پوری دنیا پر آشکارا ہے۔ ابھی گزشتہ ماہ ۲۲ دسمبر ۲۰۱۳ء کو پشاور میں دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ”قومی جرگہ“ کا انعقاد کیا گیا جس میں ملک بھر کی سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین اور خصوصاً قبائلی عمائدین نے بھرپور شرکت کی۔ جس میں امریکی ظالمانہ ڈرون حملوں کے خلاف نہ صرف بھرپور احتجاج کیا گیا بلکہ طالبان سے دوبارہ بامعنی‘ پائیدار اور مستحکم مذاکرات کرنے کا بھی مطالبہ کیا گیا۔ الحمدللہ اس قومی جرگہ کی توانا آواز امریکہ‘ نیٹو‘ افغانستان اور پاکستان سمیت دنیا بھر کے ایوانوں میں نہ صرف سنی گئی بلکہ استعماری قوتوں کو پاکستانی قوم کے

اضطراب، غم و غصے کے اظہار کا ادراک پہلے سے بڑھ کر ہوا۔ چنانچہ وزیراعظم نواز شریف نے بھی صورتحال کی نزاکت اور حالات کے رخ کو بھانپتے ہوئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور اس موقع پر میاں صاحب نے یہ درخواست کی کہ آپ اس آگ کو بجھانے میں اپنا کردار ادا کریں چونکہ ماضی میں بھی جہادِ افغانستان اور بعد میں افغان متحارب گروپوں کے درمیان صلح کے لئے آپ نے بڑی طویل جدوجہد کی ہے خصوصاً میرے ہمراہ کافی عرصے تک اس موضوع پر کام کیا ہے۔ لہٰذا تحریک طالبان افغانستان پر اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے مذاکرات کے لئے کوئی راستہ نکالیں۔ اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے وزیراعظم سے فرمایا کہ بحیثیت ایک مسلمان و پاکستانی کے میں یہ اپنے لئے ایک فریضہ سمجھتا ہوں کہ اغیار کی لگائی ہوئی آگ کو جتنی جلد بجھا سکوں اور دس سالوں سے جاری جنگ کو رُکوانے میں ادنیٰ سا کوئی کردار ادا کروں تو یہ میرے لئے نجات اور افتخار کی بات ہوگی لیکن عملاً آپ کو پہل کرنی ہوگی کیونکہ اب آپ کی حکومت ہی پاکستان کو امریکی غلامی سے نکال سکتی ہے کیونکہ عوام نے آپ پر اعتماد کا اظہار کیا ہے، اسی تبدیلی وڈرون حملوں کے خلاف پالیسی بنانے کے وعدے پر آپ نے اپنی الیکشن مہم چلائی تھی۔ لہٰذا خدارا! اب مزید پرائی جنگ کیلئے پاکستانیوں، خصوصاً قبائلیوں، طالبان، افواج پاکستان اور پولیس کو اس آگ کا ایندھن بنانے سے آپ کو روکنا ہوگا اور پھر ڈرون حملوں کے خلاف بھی آپ کی حکومت کو جرات مندانہ موقف اپنانا ہوگا اور ایسے ٹھوس اقدامات کرنے ہوں گے جس سے تحریک طالبان پاکستان مطمئن ہوکر حکومت کے ساتھ مذاکرات پر آمادہ ہوجائیں اور اگر آپ (میاں صاحب) اس مرتبہ بھی حسب سابق امریکی دباؤ برداشت نہ کرسکے اور سابقہ حکومتوں کی روش وغلامی کی ڈگر پر یونہی اندھا دھند رواں رہے اور برائے نام مذاکرات اور جنگ دونوں کا تماشہ ہوتا رہا تو اس غیر سنجیدہ اور مبہم پالیسی کے نتائج صفر ہوں گے۔ اب حکومتِ پاکستان، فوج، انٹیلی جنس اداروں سمیت تمام سیاسی ومذہبی جماعتوں کو ٹھنڈے دماغ سے سوچنا ہوگا کہ ہم اس دس بارہ سالہ جنگ کے نتیجے میں پاکستان اور اسکے عوام کو کس بھنور میں ڈالے ہوئے ہیں۔ اس اہم ملاقات کے بعد ملکی اور بین الاقوامی پریس میں ایک بڑی ہلچل مچ گئی اور پوری دنیا میں اس ملاقات پر بحث ومباحثے کا سلسلہ شروع ہوگیا کیونکہ تجزیہ نگاروں کا کہنا تھا کہ میاں نواز شریف صاحب نے پہلی مرتبہ نہایت سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مولانا سمیع الحق صاحب جیسی قد آور جہادی اور طالبان کے حلقوں میں موثر شخصیت کا صحیح انتخاب فرمایا ہے لیکن اس کے دوسرے روز ہی اس ملاقات کا اثر زائل کرنے کے لئے کئی حلقوں کی جانب سے مخالفت درمخالفت کی بے وجہ مہم شروع ہوگئی اور جہاں متعصب سینیٹر فیصل رضا عابدی اور تنگ نظر صاحبزادہ حامد رضا مذاکرات کے مصالحتی عمل کی مخالفت میں سامنے آگئے وہیں اپنے ہی مکتب فکر کے کچھ "نامی

گرامی حضرات'' بھی مخالفت میں سب سے نمبر لے گئے اور اپنی سازشوں' منفی طرزِ عمل' تنگ نظری' بے ادبی اور حسد کے ہاتھوں مجبور ہوکر اپنے باطن اور چھوٹے پن کا اظہار میڈیا کے سامنے بار بار کیا۔ مخالفین کے اس طرزِ عمل پر امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کا تبصرہ یاد آ گیا جب آپ نے ایسے ہی موقع پر اپنے سیاسی حریف کے متعلق فرمایا تھا کہ ''اس نے اِس حرکت سے اپنے قد میں کوئی اضافہ نہیں کیا'' لیکن اس کے جواب میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے ہر انٹرویو اور ہر فورم پر کمال عاجزی اور وسعت ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا کہ ''میں تو اس مذاکراتی عمل کے لئے محض ایک قاصد کی حیثیت رکھتا ہوں' باقی تمام مسالک اور جماعتوں کے قائدین اور خصوصاً ناقدین کو بھی ساتھ ملا کر اس مذاکراتی عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے کیونکہ یہ سیاسی اسکورنگ پوائنٹس کا وقت نہیں بلکہ ہمارے خطے پر لگی آگ کو بجھانے کی بات ہے'' لہٰذا اس مذاکراتی عمل کو ہر قسم کی سیاسی آلائشوں اور تفرقوں سے بچایا جائے اور جو کوئی بھی امن اور ملک وملت کیلئے کام کریگا میں اسکے پیچھے چلنے کو تیار ہوں

وزیراعظم سے ملاقات کے بعد یہاں اکوڑہ خٹک میں ملکی اور بین الاقوامی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندوں' صحافیوں' دانشوروں اور اینکرز پرسنز کی آمد نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوگیا اور حضرت مولانا مدظلہ سے متعدد انٹرویوز ریکارڈ کر کے نشر اور شائع کیے۔ ہم قارئین الحق کی معلومات کے لئے اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر روزنامہ ''اسلام'' کے ادارتی امور کے نگران مولانا محمد شفیع چترالی کو دیئے گئے انٹرویو کا کچھ حصہ نذر قارئین ہے

روزنامہ اسلام: چند روز قبل وزیراعظم میاں نواز شریف سے آپ کی ملاقات ہوئی، ملاقات کے بعد میڈیا میں یہ بات آئی کہ حکومت نے مولانا سمیع الحق صاحب کو طالبان سے مذاکرات کا ٹاسک دے دیا ہے۔ آپ بتایئے کہ وزیراعظم سے آپ کی کیا بات ہوئی اور آپ مذاکرات کی کامیابی کے حوالے سے کتنے پر امید ہیں؟

مولانا سمیع الحق: نائن الیون کے بعد قوم کو جس عذاب میں ڈالا گیا۔ اس کے بعد سے یہ مسئلہ زیر بحث رہا ہے کہ قوم کو اس مصیبت سے کیسے چھٹکارا دلایا جائے اس معاملے پر پارلیمنٹ میں کئی بار بحث ہوئی اور متعدد قرار دادوں میں قوم کے منتخب نمائندوں نے قرار دیا کہ دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ میں تعاون کی پالیسی پر نظر ثانی کی جائے۔ اس موضوع پر قومی اسمبلی کی 3 قرار دادیں ریکارڈ پر ہیں اور دو مرتبہ سرکاری سطح پر آل پارٹیز کانفرنس منعقد کی گئیں جن میں بھی ملک کی سیاسی جماعتوں نے اس امر سے اتفاق کیا کہ اندرون ملک شورشوں کا سیاسی حل تلاش کیا جائے مگر مسئلہ یہ ہے کہ ہماری خارجہ پالیسی ایک عرصے سے بیرونی طاقتوں کی زنجیروں میں بندھی ہوئی ہے، ہم بحیثیت قوم امریکی شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ موجودہ حکومت کو بھی زنجیروں میں جکڑی

پالیسیاں ورثے میں ملی ہوئی ہیں، میاں نواز شریف صاحب چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ حل ہو لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈرون حملوں کے معاملے سمیت بعض معاملات میں وہ بھی بے بس ہیں۔ میں نے میاں صاحب سے گزارش کی کہ پہلے آپ ان زنجیروں کو توڑیں، ڈرون حملے رکوادیں، پرائی جنگ سے باہر آنے کی تدابیر کریں، تب ہی، مذاکرات کامیاب ہوسکتے ہیں اور امن کا قیام ممکن ہے، میاں صاحب نے مجھ سے استفسار کیا کہ کیا آپ سابقہ حکومت اور موجودہ حکومت کی پالیسیوں میں فرق محسوس نہیں کرتے؟ میں نے ان سے صاف کہا کہ ہمیں تو کوئی جوہری فرق محسوس نہیں ہوتا، البتہ ہم مذاکرات سے مسئلے کا حل تلاش کرنے کی آپ کی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کوششوں میں آپ کے ساتھ تعاون کے لیے تیار ہیں۔

روزنامہ اسلام: حکومت کے ساتھ آپ کے تعاون کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟

مولانا سمیع الحق: دیکھیں، اس بات پر ہمارا اور حکومت کا اتفاق ہے کہ مذاکرات ہونے چاہئیں، مگر مذاکرات جن امور پر ہونے ہیں، ان کے لیے فیصلوں کا دارومدار حکومت پر ہے، مسئلہ یہ ہے کہ مذاکرات کے لیے راستہ ہموار کرنے کے لیے ہم جو چاہتے ہیں، وہ حکومت کے پاس نہیں ہے۔ میں نے وزیراعظم سے گزارش کی کہ آپ ڈرون حملے رکوادیں تو بات چیت شروع کرنے کی ایک بنیاد بن سکتی ہے مگر میاں صاحب نے صاف کہا کہ وہ ایسا نہیں کرسکتے۔ البتہ انہوں نے بتایا کہ میں نے امریکی صدر اوباما سے ملاقات میں ڈرون حملوں کے معاملے پر احتجاج کیا جب کہ پچھلے حکمران ان کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے۔ میں نے وزیراعظم پر زور دیا کہ وہ ملک کی خارجہ پالیسی کو ٹھیک کرنے پر توجہ دیں، ہم نے نائن الیون کے بعد ایک ٹیلی فون کال پر پالیسی تبدیل کرکے خطے کے پچیس تیس لاکھ مسلمانوں کی جانوں کی قربانیوں پر پانی پھیر دیا اور اپنے ملک کو عالمی طاقتوں کے مفادات کی آماجگاہ بنایا ہوا ہے، ہمیں ان تباہ کن پالیسیوں سے نجات حاصل کرنا ہوگی۔ اگر ملک کی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کی جائے تو مجھے امید ہے کہ یہاں ہر قسم کی شورش ختم ہوسکتی ہے۔

روزنامہ اسلام: عام طور پر کہا جاتا ہے کہ حکومت کی ناکام پالیسیوں کے علاوہ طالبان کا سخت گیر رویہ بھی مذاکرات کی کامیابی کی راہ میں رکاوٹ ہے، اس پر آپ کیا کہیں گے؟

مولانا سمیع الحق: میرے خیال میں طالبان کو سخت گیر رویہ اپنانے پر مجبور کیا جاتا ہے، دیکھیے! میران شاہ میں ایک واقعے میں 4 فوجیوں کی اموات کا واقعہ پیش آیا جو یقیناً افسوس ناک اور قابل مذمت تھا تاہم اس کے ردعمل میں وہاں بمباری کرکے پوری ایک بستی کو تباہ کردیا گیا جس میں بے گناہ خواتین اور بچوں سمیت 60 سے زائد افراد شہید ہوئے، یہ دراصل انتقام در انتقام کا خونی سلسلہ ہے، ہم اس کو روکنا چاہتے ہیں۔

روزنامہ اسلام: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی کوششوں سے یہ خونی سلسلہ رک سکتا ہے؟

مولانا سمیع الحق: دیکھیں اگر کوئی سمجھتا ہے کہ طالبان یکطرفہ طور پر محض مولانا سمیع الحق کے کہنے پر ہتھیار پھینک دیں گے تو یہ غلط فہمی ہوگی۔ میں قوم کو کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔ اصل مسئلہ، بات چیت میں حکومت کی سنجیدگی کا ہے۔ جب بات آگے بڑھے گی تو طالبان کی طرف سے مطالبات سامنے آئیں گے۔ ان کے جائز مطالبات ماننے ہوں گے، ان کے نقصانات کی تلافی کرنا ہوگی اور ان کا اعتماد بحال کرنا ہوگا۔

روزنامہ اسلام: کیا طالبان مذاکرات میں سنجیدہ ہیں؟

مولانا سمیع الحق: بالکل وہ سنجیدہ ہیں۔ وہ سنجیدہ، مستحکم، پائیدار اور نتیجہ خیز مذاکرات کی بات کرتے ہیں۔ وہ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں اور مجھے ان کی جانب سے سنجیدگی نظر آتی ہے۔

روزنامہ اسلام: مگر کہا یہ جاتا ہے کہ طالبان کے بہت سارے گروپ ہیں؟ ان سے مذاکرات کیسے ہوں گے؟

مولانا سمیع الحق: طالبان کے مقامی سطح پر کئی گروپ ہو سکتے ہیں، لیکن ان کی ایک مرکزی مجلس شوریٰ ہے جس کے فیصلوں کے سبھی گروپ پابند ہیں۔ اگر شوریٰ سے بات چیت طے ہو جائے تو مقامی سطح پر گروپ اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔

روزنامہ اسلام: ایک سوال یہ بھی اٹھایا جاتا ہے کہ طالبان پاکستان کے آئین کو نہیں مانتے، جب کہ حکومت آئین کے اندر رہ کر بات کرنے کی پابند ہے، اب یہ مسئلہ کیسے حل ہوگا؟

مولانا سمیع الحق: میرے خیال میں طالبان پاکستان کے آئین کو سب سے زیادہ مانتے ہیں، ان کا یہی تو مطالبہ ہے کہ ملک کے آئین کے مطابق یہاں قرآن وسنت پر مبنی نظام قائم کیا جائے، وہ کہتے ہیں کہ یہاں 66 سالوں سے آئین سے انحراف کیا جا رہا ہے۔ دیکھیں اگر آپ کا آئین اور جمہوریت اسلام کے محافظ بننے کی بجائے اس کی راہ میں رکاوٹ بنیں گے تو اس سے مسئلہ تو ہوگا۔ آپ آئین پر عمل کریں تو کسی کو یہاں نفاذ شریعت کے لیے بندوق اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔

روزنامہ اسلام: ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حکومت نے جب مذاکرات کا فیصلہ کیا تو طالبان نے پاک فوج کے میجر جنرل کو شہید کر دیا، کیا طالبان کو جنگ بندی کر کے مذاکرات کا موقع نہیں دینا چاہیے تھا؟

مولانا سمیع الحق: جنگ بندی دونوں جانب سے ضروری ہے۔ اس وقت دونوں فریق اپنے آپ کو حالت جنگ میں سمجھتے ہیں اور حالت جنگ میں دونوں جانب سے کارروائیاں بھی ہوتی ہیں اور الزامات بھی لگائے جاتے ہیں۔

روزنامہ اسلام: اس کا مطلب ہے دونوں فریق ابھی جنگ بندی پر راضی نہیں ہیں؟

مولانا سمیع الحق: اصل مسئلہ دونوں فریقوں کا نہیں ''تیسرے فریق'' کا ہے، تیسرا فریق نہیں چاہتا کہ یہاں امن ہو۔ آپ کو یاد ہوگا: یہاں 11 مرتبہ امن معاہدے ہوئے لیکن ہر معاہدہ تڑوادیا گیا۔ سابق گورنر خیبر پختونخوا علی جان اورکزئی نے امن معاہدہ کرایا تو انہیں واشنگٹن بلاکر ان کی سرزنش کی گئی۔ اس وقت بھی امریکا ہی امن کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ وہ جاتے جاتے یہاں آگ لگادینا چاہتا ہے، اب یہ ہمارے حکمرانوں کے سوچنے کا سوال ہے کہ وہ اس آگ پر تیل ڈالنا چاہتے ہیں یا پانی۔

روزنامہ اسلام: ایک بات یہ بھی کی جاتی ہے کہ ہمیں امریکا اور خارجی قوتوں پر ذمہ داریاں ڈالنے کی بجائے اپنا گھر ٹھیک کرنے پر توجہ دینی چاہیے۔

مولانا سمیع الحق: ہمیں اپنے گھر کو ٹھیک کرنے سے پہلے اس کی بقاء کا مسئلہ درپیش ہے، یہاں ملک کو توڑنے، تقسیم کرنے اور کچھ علاقوں کو الگ کرنے کی باتیں ہورہی ہیں اور طرح طرح کے فتنے اٹھ رہے ہیں...... ان سب فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ملک میں امن کا قیام ضروری ہے۔ اگر ہمارے حکمرانوں کو گھر ٹھیک کرنے کی فکر ہے تو انہیں امریکا سے یہ التجاء کرنی چاہیے کہ ہمیں اپنا گھر ٹھیک کرنے دیں، ہماری سرزمین پر زمینی وفضائی حملے روک دیں۔ میں سمجھتا ہوں اگر ہماری حکومت اور فوج سنجیدہ ہوتو یہ ناممکن نہیں ہے۔ ادھر تو حال یہ ہے ہم اپنی سلامتی پر ہونے والے حملوں پر بات کرنے سے بھی ہچکچارہے ہیں۔

روزنامہ اسلام: بعض حلقوں کا کہنا ہے کہ قبائلی علاقوں میں غیر ملکیوں کی موجودگی ڈرون حملوں کی بڑی وجہ ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر ڈرون حملے پاکستان کی خودمختاری کی خلاف ورزی ہیں تو پاکستان کے قبائلی علاقوں میں غیر ملکیوں کی غیر قانونی موجودگی بھی اسی زمرے میں آتی ہے، اس پر آپ کیا کہیں گے؟

مولانا سمیع الحق: دیکھیں نائن الیون سے پہلے غیر ملکی مجاہدین قبائلی علاقوں میں پرامن زندگی گزار رہے تھے، انہوں نے کسی پر حملہ نہیں کیا نہ ریاست کے خلاف ہتھیار اٹھائے، انہیں وہاں جاکر للکارا گیا، معاہدوں کی خلاف ورزی کرکے انہیں مارا اور پکڑا جاتا رہا، اگر انہیں مجبور نہ کیا جاتا تو وہ یقیناً پرامن رہتے یا پھر جہاد کے لیے ان علاقوں میں چلے جاتے جہاں سامراج کے خلاف جہاد ہورہا ہے، ہم نے خود انہیں اپنا دشمن بنالیا۔

روزنامہ اسلام: مولانا! کیا آپ کو یقین ہے کہ خطے سے امریکا کے نکلنے کے بعد یہاں امن قائم ہوگا اور طالبان ہتھیار پھینک دیں گے؟

مولانا سمیع الحق: مجھے امید ہے کہ اگر ہم امریکی جنگ سے نکلے تو طالبان کی کارروائیاں رک جائیں گی، ہمیں اس کے لیے ان کے جائز مطالبات تسلیم کرنے ہوں گے۔ قیدیوں کی رہائی، نقصانات کی تلافی اور دیگر معاملات

طے ہوجائیں تو طالبان کے پاس حملے جاری رکھنے کا جواز نہیں رہے گا۔

روزنامہ اسلام: آپ کی نظر میں حکومت کو فوری لائحہ عمل کے طور پر کیا کرنا چاہیے؟

مولانا سمیع الحق: میرے خیال میں حکومت کو پہلے ایک دفعہ یہ فیصلہ کرلینا چاہیے کہ ہم ایک آزاد و خودمختار قوم ہیں، امریکی غلام نہیں۔ اس کے بعد پارلیمنٹ سے ایک واضح اور دوٹوک قرارداد منظور کی جائے کہ ہم اب امریکی جنگ سے نکلنا چاہتے ہیں۔ ساتھ ہی اس مقصد کے لیے نظر آنے والے عملی اقدامات بھی کیے جائیں۔

روزنامہ اسلام: کیا پاکستان اس پر امریکی ردعمل کا سامنا کرسکتا ہے؟

مولانا سمیع الحق: بالکل کرسکتا ہے۔ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر پاکستان تین ڈرون گرادے تو چوتھے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ امریکا خطے میں شکست سے دوچار ہوچکا ہے۔ اس میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ پاکستان کے خلاف کوئی کارروائی کرسکے۔ امریکا خود افغانستان میں طالبان سے مذاکرات کی بھیک مانگ رہا ہے۔

روزنامہ اسلام: کیا افغان طالبان کو پاکستان طالبان کے ساتھ مذاکرات کے عمل میں شریک کیا جاسکتا ہے؟

مولانا سمیع الحق: اگر بات آگے چل پڑے تو افغان طالبان سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ بات آپ کو معلوم ہی ہے کہ افغان طالبان پاکستان کے اندر کارروائیوں کی حمایت نہیں کرتے۔ وہ پاکستان کے خیر خواہ ہیں۔

روزنامہ اسلام: کیا وزیراعظم سے آپ کی ملاقات کے بعد سے اب تک مذاکرات کے سلسلے میں کوئی پیش رفت ہوسکی ہے؟ دونوں جانب سے کوئی رابطہ ہوا ہے؟

مولانا سمیع الحق: مذاکرات کے لیے حکومت کی سنجیدگی کا اندازہ آپ اس بات سے لگاسکتے ہیں کہ اب تک حکومت کی جانب سے پھر کوئی رابطہ ہی نہیں کیا گیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت خود اس معاملے میں یکسو نہیں ہے۔ بعض وزراء اس سلسلے میں منفی کردار ادا کررہے ہیں، کچھ اور عناصر بھی سیاسی پوائنٹ اسکورنگ میں لگے ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں پہلے حکومت کو اس معاملے میں یکسوئی اختیار کرنی ہوگی۔

روزنامہ اسلام: لیکن خود دینی قوتیں بھی اس معاملے میں یکسو نظر نہیں آتیں۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ آپ اور مولانا فضل الرحمٰن اور دیگر دینی رہنما بھی پہلے ایک مشترکہ لائحہ عمل اختیار کریں؟

مولانا سمیع الحق: دیکھیں مولانا فضل الرحمٰن سمیت جو بھی دینی رہنما اور علماء مذاکرات کے سلسلے میں کام کررہے ہیں، ان کی کوششیں قابل قدر ہیں۔ میرے خیال میں مذاکرات کے الجھے ہوئے سلسلے کی ڈور کا سرا اگر ہاتھ آجائے تو تمام دینی سیاسی قوتوں کو اکٹھا کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم سب کو ساتھ لے کر چلیں گے، اور سب کو اعتماد میں لیں گے۔ یہ سیاست کا مسئلہ نہیں بلکہ ملک وقوم کی بقاء کا معاملہ ہے، اس کے لیے تمام حلقوں کو اپنا مثبت کردار ادا کرنا چاہیے۔

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۵۷ء۔۶۰ء۔۱۹۶۱ء

قسط (۲۶)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب' اہل محلہ و گردو پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

(۱۹۵۷ء)

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کا مقام عبدیت:

''عبد کی واپسی اپنے رب کے پاس'' یاایتھاالنفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیة O فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی O''

حضرت اقدس مولائی ومولانا المدنی (ادخله الله ربه فی عبادہ وجنته) کی خبر رحلت کے بعد قلب پر آیت بالا کچھ اس طرح وارد ہوئی کہ جیسے حضرت کی سیرت کا قد آدم آئینہ کسی نے سامنے کھڑا کردیا...... ہر موقع ومحل میں سب سے نمایاں' حالاً وقالاً بات بات میں جو شان چھائی رہتی تھی وہ اس مدنی غلام میں اپنے مدنی آقا اکمل العباد کی شان عبدیت ہی تھی...... اس ننگ نام نام لیوا کو تیس سال سے زیادہ ہی خدمت سراپا عبدیت میں دورونزدیک کے تعلق اور مخاطبت ومکاتبت کی سعادت نصیب رہی ہوگی ''چشم بدبین'' رکھ کر بھی مدنی سیرت کے کسی گوشہ میں جس بڑائی

---

* استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کے خلاف کوئی چیز آج ڈھونڈھے نہیں ملتی وہ سب سے بڑی یہ بڑائی تھی کہ اپنی بڑائی کے احساس واظہار کا دور دور تک کوئی نام ونشان نہ تھا۔ (حضرت مولانا عبدالباری ندوی مدظلہ الفرقان شعبان ورمضان ص ۷۷)

مسئلہ تعدد ازواج النبیؐ پر مخالفین کے شبہات کے جوابات:

یہ ظاہر ہے کہ مسئلہ مذکورہ کے جواز وعدم کی بحث صرف دو ہی پہلو سے کی جاسکتی ہے۔

۱۔ قانون ۲۔ مذہب

۱۔ اس مسئلہ کا فیصلہ یورپ کے لئے اور طرح کرتا ہے اور ایشیاء کے لئے اور طرح، ہندوستان کی تمام ہائی کورٹیں ایک سے زیادہ بیوی کی شخصیت کو قوانین، دیوانی اور فوجداری میں صحیح تسلیم کرتی ہیں۔ یہ اعلیٰ عدالتیں ان مقدمات میں جو جائداد کے متعلق ہوں دو یا دو سے زیادہ بیویوں کے حقوق بمقابلہ ان کے شوہر کے ورثاء قانونی کے تسلیم کرتی ہے اور ڈگریاں جاری کرتی ہیں۔

یہ اعلیٰ عدالتیں ہمیشہ مقدمات زیر دفعہ 494 تعزیرات ہند میں ایسی عورت کو جو اپنے شوہر کی دوسری یا چوتھی بیوی تھی کسی دوسری جگہ شادی کر لینے سے مجرم قرار دیتی ہیں اور اس شخص کو بھی مجرم ٹھہراتی ہیں جو ایسی عورت کے ساتھ شادی کر لیتا ہے۔ ہندوستان کی ہائی کورٹوں کو یہ متفقہ اور مسلمہ رویہ انگلستان کے قانون پولی گیمی (Poly Gamy) کے بالکل خلاف ہے۔ پس نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستان کی انصاف رساں عدالتوں کا یہ قانونی دستور ایشیاء کو یورپ سے متمیز کرتا ہے۔ اس لیے ثابت ہو گیا کہ محض قانونی پہلو سے اس مسئلہ پر کوئی مسلمہ اعتراض موجود نہیں۔

(۲) اب اس مسئلہ پر مذہب کی رو سے غور کرتا ہے۔ مذہب کا سرچشمہ ملک ایشیا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی شام میں پیدا ہوئے اور ایشیائی ہیں۔

ایشیاء کے مشہور مذاہب کے بانی حضرات کا تعدد ازدواج:

(۱) سری رام چندر جی کے اولاد راجہ دسرت کی تین بیویاں تھیں

(۲) سری کرشن جی کی سینکڑوں بیویاں تھیں لالہ لاجیت رائے نے کرشن چرتر میں ۱۸ رانیاں مانی ہیں۔

(۳) راجہ پانڈو کے جو مشہور پانڈوں کے جد اعلیٰ ہیں۔ ۲ بیویاں تھیں

(۴) راجاشنتن کی دو بیویاں تھیں۔

(۵) بچھترا یرج کی دو بیویاں اور ایک لونڈی تھی۔

منہاج نبوت اور تعدد زوجات:

۱۔ حضرت سیدنا ابراہیمؑ کی تین بیویاں تھیں ا: سیدہ ہاجرہ کتاب پیدائش ۱۶/۴ والدہ حضرت اسماعیلؑ ۲: سیدہ سارہؓ ۱۸/۱۵ والدہ حضرت اسحاقؑ ۳: قتورہ ۲۵/۱ والدہ زمران وغیرہ

۲۔ حضرت سیدنا یعقوبؑ کی چار بیویاں تھیں۔ ا: لیاہ ۲۹/۲۳ ۲: زلفہ ۲۹/۲۳

۳: راخل ۲۹/۲۸ والدہ حضرت یوسف ۴: بلہہ ۲۹/۲۹

(۳) حضرت موسیٰ ؑ کی چار بیویاں تھیں۔ ا: سفورہ کتاب خروج ۲/۳۱ ۲: حبشہ

۳: قینی کی بیٹی قاضیون ۱/۱۶۔ ۴: حباب کی بیٹی ۴/۱۶

کتاب استثناء ۱۰ تا ۲۱/۱۳ میں موسیٰ کو بے تعداد بیویوں کے جواز کا ذکر ہے۔

(۴) سیدنا حضرت داوٗدؑ (الف) ۹ بیویوں (ب) دس حرموں کا ذکر (ج) جوروں کا ذکر (بائبل میں صراحت)

(۵) سیدنا حضرت داوٗدؑ نے حبرون سے آ کر یروشلم میں حرمیں اور جوروئیں کیں (۲۰ سموئیل ۵/۱۳)

(۶) سیدنا حضرت سلیمانؑ سات سو جوروئیں اور ۳۰۰ حرمیں تھیں۔ (سلاطین ۱۱/۳)

(۷) کتاب خزقیل نبی باب ۲۳۰ ایک تا چار میں خدا نے اپنے لئے دو بیویوں کی تمثیل پیش کی جس سے جواز معلوم ہوا۔

(۸) حضرت مسیح ؑ کی آمد کی خبر میں دس کنواریوں کا ذکر کیا کہ پانچ نے دولہا کے ساتھ شادی کی۔

انگلستان کا شاعر ہملٹن اس تمثیل کی وجہ سے تعدد ازواج کا قائل تھا۔

نپولین بونا پارٹ کی دوسری شادی پوپ کے سامنے اسی یورپ میں محض اجراء النسل جیسے معمولی فائدے کی وجہ سے کی گئی۔

---o---

تعدد ازواج النبیؐ کا سبب مصالح دین وملت:

آپؐ نے ابتدائی نکاح ۲۵ سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ سے کیا جو آپؐ سے ۱۵ سال بڑی تھیں ۵۰ سال کی عمر تک یہی ایک ہی رفیقہ حیات تھیں جو آپ سے قبل دو شوہروں سے بیوہ ہوئی تھیں۔

سن ۵۵ نبوی سے ۵۹ نبوی پنج سالہ زمانہ میں ازواج مطہرات سے حجرات آباد ہوئے تھے، خوب سمجھ لیجئے کہ زندگی کے ۵۵ سال بعد نفسانی خواہشات کا دور نہیں ہوتا ہے۔

آپؐ کا ارشاد مبارک ہے: مالی فی النساء من حاجة (دارمی سهل بن سعد) بنیاد فوائد کثیرۃ دین، مصالح ملک اور مقاصد قوم وغیرہ تھے جیسے

(ا) تزویج حضرت صفیہؓ کے بعد یہود مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شامل نہ ہوئے

(ب) تزویج حضرت ام حبیبہؓ کے بعد اس کا باپ ابوسفیان کسی جنگ میں مسلمانوں کیخلاف فوج کشی کرتا نظر نہیں آتا۔

(ج) حضرت جویریہؓ کا باپ مشہور ڈاکو قبیلہ بنوالمصطلق کا رہبر تھا اس نکاح کے بعد اس قبیلہ سے مخاصمتیں ختم ہوئیں، اس قبیلہ نے قزاقی چھوڑ کر متمدن زندگی اختیار کی۔

(د) حضرت میمونہؓ جس کی بہن سردار نجد کے گھر میں تھیں اس نکاح نے نجد میں صلح اور اسلام پھیلانے کے بہترین نتائج پیدا کیے۔

(ھ) حضرت زینب بنت جحش کے نکاح نے تبنیت (لے پالک بیٹے) کے بت کو توڑا، عقیدہ تبنیت کو کھوکھلا کردیا مشرکین واہل کتاب کی درستی اس کے بغیر ممکن نہ تھی۔

(و) حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حفاظت کتاب اللہ ونشر احادیث وتعلیم النساء کے بارہ میں فوق العادت کام کئے' حضرات صدیقؓ وفاروقؓ کے دور خلافت کو زیادہ بابرکت بنایا۔ کتب احادیث میں روایات کی تعداد ۲۲۱۰ صحیحین میں متفق علیہ ۱۷۴' صرف بخاری ۵۴ صرف مسلم ۶۷ دیگر کتب معتبرہ ۲۰۱۷ حدیثیں مروی ہیں جبکہ فتاویٰ حل مشکلات مسائل وغیرہ اس سے الگ ہیں۔

(ز) حضرت حفصہؓ سے مذکورہ فوائد بھی حاصل ہوئیں نیز حضرت عمرؓ کی دلجوئی بھی مقصود تھیں آپؓ کی مرویات ۶۰ ہیں۔

(ح) حضرت سودہؓ حبشہ ہجرت کرچکیں تو خاوند وہاں انتقال کرگیا آپؐ نے مصائب ختم کرنے کیلئے بعد از وفات حضرت خدیجہؓ، آپؐ سے نکاح کیا۔

(ط) حضرت زینب بنت خزیمہؓ احد میں خاوند کے شہادت کے بعد حضورﷺ نے اِن سے نکاح کیا دو تین مہینے بعد از نکاح زندہ رہیں۔

(ی) حضرت ام سلمہؓ (ہند) بنت ابی امیہ۔ ہجرت حبشہ ومدینہ کی سخت آزمائشیں پوری کیں ان تفصیلات کی وجہ سے آپ نے ان سے نکاح کیا۔ (رحمۃ للعالمین ج ۲ از مولانا قاضی سلیمان منصور پوری)

۱۹۶۰ء کی ڈائری سے سوانحی احوال

یکم جنوری ۶۰ء: پشاور بغرض ملاقات حضرت الشیخ مولانا عبدالغفور مدنی مدظلہ جانا ہوا۔ آج ان کی آمد ملتوی ہوگئی' اب پیر کے دن ساڑھے بارہ بجے طیارہ کے ذریعہ پہونچیں گے۔ اکوڑہ پولنگ کا آغاز ہوا۔

۳ جنوری: پشاور بعد از ظہر روانہ ہوا' رات برادرم عبداللہ کاکاخیل کے ہاں زیارت کاکاصاحب میں گذاری دوسرے دن صبح پشاور روانگی ہوئی۔

تنظیم فضلاء دیوبند پشاور ریجن کا اجلاس اور صدر کا انتخاب:

☆ تنظیم فضلاء دارالعلوم دیوبند ضلع پشاور کا اجتماع دارالعلوم حقانیہ میں والد صاحب کی صدارت میں ہوا۔ تقریباً ایک سو علماء نے شرکت کیں، مولانا (عبدالحق) نافع گل ریجن پشاور کے صدر منتخب ہوئے۔

مولانا عبدالغفور صاحبؒ عباسی مدنی کی صحبت میں:

۵ جنوری: عبداللہ کاکاخیل کی رفاقت میں پشاور جانا ہوا۔ تو تھیہ میں دس بجے کے قریب حضرت الشیخ مولانا عبدالغفور

مدنی مدظلہم سے ملاقات ہوئی' شام تک انکے ساتھ رہا۔ مولانا گزشتہ روز بذریعہ طیارہ کراچی سے تشریف لائے۔

رات چناب ایکسپریس میں اکوڑہ واپسی ہوئی۔

خان اعلیٰ اکوڑہ خٹک زمان خان کی رحلت:

۷جنوری: خان اعلیٰ محمد زمان خان خٹک رئیس اکوڑہ خٹک انتقال کر گئے۔

اگلے دن خان اعلیٰ کا نماز جنازہ عیدگاہ میں پڑھایا گیا اور اپنی مسجد کے جنوبی دروازہ میں بہ سمت قبلہ سپرد خاک کئے گئے۔

حضرت مدنیؒ کی مراقبہ ودعا میں شرکت:

۸جنوری: مسجد حکیم صاحب موضع گنڈیری مردان میں حضرت مولانا عبدالغفور صاحب کے مراقبہ ودعا میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

۹جنوری: رات خیبر میل سے حضرت مولانا مدنی عباسی براستہ ملتان واپس ہوئے۔

پیر مانکی صاحب کا انتقال جنازہ میں ہزاروں افراد کی شرکت:

۲۸جنوری: حضرت پیر صاحب امین الحسنات مانکی شریف مرحوم کا راولپنڈی میں وصال ہوا۔ موصوف ۵جنوری کو کار کے حادثے میں شدید زخمی ہوگئے تھے۔ اگلے روز جنازہ اور تدفین عمل میں آئی' جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی' جن میں ملک بھر کے مشائخ علماء اور مرحوم کے رفقاء اور متوسلین کی کثیر تعداد بھی شامل تھی۔

اسلامیہ کالج اور یونیورسٹی کے کتب خانوں کا معائنہ اور قدیم نادر کتب ملاحظہ کرنا:

۳۰جنوری: صبح مردان سے براستہ چارسدہ پشاور روانگی ہوئی' راستہ میں حکیم مولوی عبدالحق (فاضل حقانیہ والد شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس حقانی) سے ملاقات کیلئے برادرم عزیز الرحمٰن حیدری کے ساتھ اتمانزئی اترے جہاں دو گھنٹے قیام کیا' اس دوران ''ڈاکٹر خان'' کی قبر بھی دیکھی (مرحوم بادشاہ خان کے بھائی گورنر مغربی پاکستان لاہور میں قتل کئے گئے تھے) عصر کے بعد پشاور پہنچے' جہاں ماموں زاد بھائی عبیدالرحمٰن کی رفاقت میں مولانا عبدالقدوس استاد کلیہ الشریعۃ سے ملاقات ہوئی اور کل کیلئے اسلامیہ کالج کی لائبریری دیکھنے کا پروگرام طے ہوا رات کوہ نور ہوٹل میں عبیدالرحمٰن کیساتھ ٹھہرے' اگلی صبح ۱۰ بجے مولانا عبدالقدس کی رہنمائی میں اسلامیہ کالج کی عظیم لائبریری جس میں عجیب وغریب علمی نوادرات' قدیم مخطوطات اور مختلف علوم وفنون کے بیشمار کتب موجود ہیں' دیکھنے کا موقع ملا۔ مولانا عبدالحق محدث دہلوی کے دست مبارک سے لکھے کتب اور بعض قدیم مصنفین کے تصنیفی دور کے لکھے ہوئے مخطوطات جیسے فتح الباری کا ایک نسخہ جو کہ اس کتاب کی تکمیل سے قبل کے دور کا لکھا ہوا ہے' نظر سے گزرے' بعد میں پشاور یونیورسٹی کا مکتبہ جو کہ مولانا عبدالسبوح قاسمی کے زیر انتظام وانصرام چل رہا ہے (مولانا عبدالقدوس قاسمی' مولانا عبدالسبوح قاسمی ، دیوبند کے فضلاء مرحوم قاضی حسین احمد کے بڑے بھائی تھے) بھی جانا ہوا' وہاں

ایسی کتب دیکھنے کا موقع ملا جو اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آئے۔ فکر ونظر کو جلاء ملی‘ میں نے اپنی ڈائری میں بعض نوادرات اور کتب کے اسماء نوٹ کئے۔

دارالعلوم کے سالانہ امتحان کے پرچوں کی چھپائی:

رجعت بعد المغرب من البشاور فی القطار و کان قیامی فی بشاور لطباعة اوراق الاختبار آلسنوی

والی سوات کی فرمائش پر مدرسہ حقانیہ سوات کے امتحانات کیلئے اساتذہ حقانیہ اور احقر کا جانا:

۸فروری: والیٔ ریاست سوات کی دعوت پر مدرسہ حقانیہ سیدو کے امتحانات کیلئے مولانا محمد علی صاحب سواتی و مولانا عبدالحلیم صاحب زروبی کی رفاقت میں روانگی ہوئی ۴ بجے مینگورہ پہنچے، مولانا علامہ مارتونگ بابا صاحب سے بعد العصر ملاقات اور امتحانات کے سلسلہ میں گفتگو ہوئی۔ اس موقع پر ہمارا قیام شاہی مہمان خانہ سیدو شریف میں رہا۔

۹ فروری: صبح والئی سوات سے ملاقات کی پھر امتحانات کا آغاز ہوا۔ دارالعلوم کے طلبہ نے ہمارا باہر نکل کر استقبال کیا جبکہ اساتذہ نے دفتر میں کیا۔

گوتم بدھ دور کے کھنڈرات کا معائنہ اور والی کی دعوت میں شرکت:

۱۱فروری: دوپہر کو بادشاہ صاحب میاں عبدالودود سے طویل ملاقات رہی پھر انکے دعوت خاص میں شرکت کی، بعد عصر مینگورہ کے جنوب مشرق میں ازمنہ قدیمہ بدھ مت کے زمانہ کے تاریخی کھنڈرات دیکھے۔

سابق صدر المدرسین حقانیہ مولانا عبدالغفورؒ مرحوم کے گاؤں اور مرقد پر حاضری:

۱۲فروری: صبح بحرین روانگی ہوئی‘ جاتے ہوئے کچھ دیر مدین میں ٹھہرے۔ ۱۱ بجے بحرین پہونچے مناظر قدرت کی رنگینی اور حسن سے خوب محظوظ ہوا۔ ۱۲ بجے واپس ہوئے نماز جمعہ مدین میں پڑھی۔ ۲ بجے شینو اترے الحمدللہ۔ عرصہ دراز کے جذبہ واشتیاق کے بعد حضرت استاذی المکرم مولانا عبدالغفور صاحب مرحوم کے مزار پر حاضری ہوئی۔ جذبات غم بھر آئے اور دل کی بھڑاس نکلی ایک گھنٹہ ان کے دولت کدہ پر ٹھہرے رات کو سیدو شریف واپس ہوئے۔

نتائج امتحانات اور رپورٹ پیش کرنا، ولی عہد و قاضی القضاہ سے ملاقاتیں پھر واپسی:

۱۳فروری: صبح والیٔ صاحب جہانزیب عبدالحق سے ملے‘ نتیجہ امتحانات دورہ حدیث سے آگاہ کیا اور رپورٹ پیش کی گئی۔ اسکے بعد میں ولی عہد اورنگزیب سے ملا۔ دوپہر بادشاہ صاحب میاں عبدالودود سے انکے سرمائی محل میں الوداعی ملاقات ہوئی۔ بعد الظہر قاضی القضاۃ سوات مولانا عزیز الرحمٰن فاضل دیوبند کیساتھ چائے پی اور بس کے ذریعے واپس ہوئے۔ رات کو آٹھ بجے اکوڑہ بخیر وعافیت پہونچے۔

☆ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ کے امتحانات ختم ہوئے اور تعطیلات شروع ہوئیں۔

شیخ الحدیث کا سفر ملتان بغرض وفاق المدارس اجلاس:

۱۷فروری: والد ماجد ملتان بغرض اجلاس عاملہ وفاق المدارس العربیہ تشریف لے گئے۔۲۲ فروری کو واپسی ہوئی۔ اس سفر میں والد ماجد نے دارالعلوم کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں شرکت کیلئے اکابرین علماء کو دعوتیں بھی دیں جن میں مولانا احمد علی لاہوری مولانا محمد یوسف بنوری اور مولانا مفتی محمود نے شرکت کا وعدہ فرمایا۔

۱۹فروری: اپنے گھر کی مسجد میں نماز جمعہ پڑھایا جس سے قبل محبت رسول اور فضیلت قرآن کے موضوع پر گھنٹہ بھر خطاب کیا۔

عرس اکوڑہ اور جامعہ سے رسالہ کا اجراء:

۲۰فروری: اجتماع عرس (حاجی صاحب مہربان علی شاہ مرحوم) کے موقع پر بعض احباب کی آمد ہوئی، جس میں مولانا سعدالدین مردان، قاری سعید الرحمٰن وغیرہ سے ملاقاتیں کیں۔ جامعہ سے ''جامعہ اسلامیہ'' کے نام سے ایک ماہنامے کا اجراء کیا گیا۔

۲۱فروری: مولانا صدرالدین راولپنڈی کی دارالعلوم آمد ہوئی۔

۲۸مارچ: عیدالفطر کا دن تھا

مولانا شمس الحق افغانی کو جلسہ حقانیہ میں شرکت کی دعوت:

۳۰مارچ: مولانا شمس الحق افغانی کو دارالعلوم کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی دعوت دینے صبح عمر زئی گیا۔ بعد العصر مولانا سے ان کے مکان واقع موضع ترنگ زئی میں ملاقات ہوئی۔

مولانا عبدالجمیل لوند خوڑ کے فرزند کی پیدائش پر تبریک، مولانا شیر علی شاہ کی شادی:

۳۱مارچ: صبح براستہ تخت بھائی چارسدہ سے لوند خوڑ روانہ ہوا، کچھ دیر سخاکوٹ میں ٹھہرا، رات لوند خوڑ میں رہا۔ مولانا عبدالجمیل فاضل دیوبند کو فرزند (حسین احمد) کی پیدائش پر مبارکباد دی۔

۱راپریل: لوند خوڑ سے واپسی پر ۱۰ بجے زیارت کاکا صاحب جانا ہوا جہاں مولانا مفتی سیاح الدین سے ملاقات کی اور پھر واپس ہوا۔

۴راپریل: حافظ سید نور بادشاہ اور مولانا شیر علی شاہ کی معیت میں پشاور برائے طباعت پوسٹر و دیگر کاغذات جلسہ وغیرہ جانا ہوا رات حاجی کرم الٰہی کے مکان میں ٹھہرا۔

۵راپریل: پشاور سے شام کو ٹرین سے واپسی ہوئی۔

۱۴راپریل: آج مولانا شیر علی شاہ صاحب کی شادی ہوئی۔

جمال عبدالناصر کی آمد پر پشاور جانا:

۱۵راپریل: جمال عبدالناصر رئیس متحدہ عرب جمہوریہ مصر کی آمد کے سلسلہ میں پشاور جانا ہوا۔ اکثر احباب سے ملنا ہوا۔ لوگوں کے شدید اژدہام اور بدنظمی کی وجہ سے ہوائی اڈہ پر موجود ہونے کے باوجود رئیس عرب کو دیکھ نہ سکے ان کی کار تیزی سے لوگوں کے ریلے میں گذری۔ رات برادرم عبداللہ کاکاخیل کی معیت میں پشاور ٹھہرا اور دوسرے دن شام کو گھر واپسی ہوئی۔

حقانیہ میں احقر کی تدریس کا آغاز اور مفوضہ کتب:

۲۰راپریل: الحمدللہ آج سے دارالعلوم میں اسباق کا باقاعدہ آغاز کیا۔ بندہ کے ذمہ مدرسہ کی جانب سے مندرجہ ذیل کتابیں لگادی گئیں: ونسئل الله التوفيق (۱) علم الصيغه (۲) كنزاول (۳) نحومير (۴) ميزان الصرف (۵) مفيد الطالبين (۶) نفحة العرب (۷) قدوری خارج میں زیر درس کتابیں (۸) فصول اکبری (۹) مرقات (۱۰) صغری کبری بھی ہیں۔ رسم افتتاح دارالحدیث میں کی گئی۔

سالانہ جلسہ میں اکابرین کی شرکت اور انکے مبارک ہاتھوں سے احقر کی دستار بندی:

۲۳راپریل: مولانا خیر محمد صاحب مہتمم مدرسہ خیرالمدارس ملتان جلسہ میں شرکت کے لئے بعد از نماز مغرب سندھ ایکسپریس سے پہنچے۔

۲۴راپریل: صبح خیبر میل سے مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی تشریف لائے۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری بوجہ ناگہانی علالت تشریف نہ لاسکے بعد از نماز ظہر جلسہ دستار بندی کا آغاز ہوا۔

مولانا غور غشتوی کی صدارت میں جلسہ:

اس موقع پر ناچیز کی بھی رسم دستار بندی بدستہائے مبارک مولانا نصیرالدین غورغشتویؒ مولانا خیر محمد جالندھری ودیگر اکابرین کی گئی۔ دیگر فضلاء کرام کی دستار بندی بھی ہوئی پھر مولانا ادریس صاحب نے مجمع سے خطاب کیا' شام کو مجلس مشاعرہ منعقد ہوا۔ پیر کی رات جلسہ کی تیسری نشست ہوئی جس میں مولانا خیر محمد جالندھری' مولانا شمس الحق افغانیؒ اور علامہ خالد محمود کی تقاریر ہوئیں۔ اجلاس کی آخری نشست میں مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا غلام غوث ہزاروی وغیرہ کے ارشادات سے علماء وطلباء اور عوام الناس مستفید ہوئے۔ جلسہ کے دیگر شرکاء میں مولانا عبدالحنان ہزاروی' مولانا عبدالہادی شاہ منصور ،مولانا سید گل بادشاہ طورو اور پشاور' مردان و بنوں اضلاع کے مدارس کے مہتممین شامل تھے۔

برادرم مولانا عبداللہ کاکاخیل اور مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب کا آج ہمارے ہاں قیام رہا۔ اگلے روز واپس ہوئے۔

۲۹ اپریل: برادرم عبداللہ کاکاخیل کی کراچی روانگی ہوئی' راولپنڈی تک رخصتی کے لئے میں بھی گیا اور شام کو

سندھ ایکسپریس سے واپس ہوا۔اس موقع پر برادرم سعید الرحمٰن سے مختصر ملاقات ہوئی۔

اراکین دارالعلوم کا سفر حج:

حاجی غلام محمد صاحب و جناب رحمان الدین صاحب نے سفر حج کو روانگی فرمائی' راولپنڈی تک دیگر حضرات کی طرح احقر بھی ساتھ گیا اور پھر واپس ہوا۔

۵ مئی: شام کے بعد مردان پہونچا' اشفاق کے ساتھ رات کا قیام رہا۔ اگلے روز مولانا سعد الدین کے ہاں دوپہر تک ٹھہرا۔ جمعہ کو واپسی ہوئی۔

۱۳ مئی: حاجی کرم الٰہی صاحب کے ہاں حکیم عباسی صاحب لاہور شاہ عالم مارکیٹ کی آمد ہوئی بندہ نے بھی طبی معائنہ کروایا۔ حکیم صاحب موصوف ان شاء اللہ لاہور سے دوائی بھیجیں گے۔

شیخ الحدیث صاحب کا نظام العلماء کے اجلاس میں شرکت اور آئینی کمیشن کے جوابات:

۱۶ مئی: والد ماجد لاہور بدعوت مولانا احمد علی صاحب تشریف لے گئے۔ وہاں نظام العلماء کے اجلاس میں شرکت کی، اس اجلاس میں آئینی کمیشن کے سوالنامہ کے جوابات کا مسودہ تیار کیا گیا اس موقع پر علماء کی تعداد چالیس تھی۔ والد ماجد پھر تین دن بعد لاہور سے بذریعہ خیبر میل واپس ہوئے۔

متنازعہ امریکی جاسوس طیارہ اور عالمی سرد جنگ کا آغاز:

۱۷ مئی: پیرس میں عالمی سربراہوں کی کانفرنس ناکام ہوگئی گویا سرد جنگ کا آغاز ہوگیا ہے۔

مولانا سمیع الحق کی شادی کا تذکرہ مولانا شیر علی شاہ کے قلم سے:

۱۱ ستمبر: برادرم سمیع الحق کی شادی ۱۱ ستمبر ۶۰ء کو ہوئی۔ ۱۰ بجے اکوڑہ سے ایک جی ٹی ایس اور دس کاروں پر مشتمل بارات بڑی شان وشوکت سے پشاور روانہ ہوئی۔ کاروں اور جی ٹی ایس کا یہ منظر بہت شاندار نظر آرہا تھا۔ ترناب فارم کے قریب قافلہ رُکا۔ پندرہ منٹ کے وقفے کے بعد دوبارہ پشاور روانگی ہوئی۔ اور پورے گیارہ بجے بمکان محترم الحاج کرم الٰہی صاحب جلوہ افروز ہوا۔ وہاں شاندار استقبال کیا گیا۔ تقریبا ۱۵۰ مدعوین کو پرتکلف کھانا دیا گیا۔ مولانا عبدالحنان ہزاروی صاحب نے نکاح پڑھایا' بعد از چائے نوشی محترم قاری محمد امین صاحب (راولپنڈی جامعہ عثمانیہ) نے تلاوت کلام پاک فرمائی' بندہ نے سہرا پہنایا۔ اور مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروں نے مختصراً الفاظ میں حاضرین اور الحاج کرم الٰہی صاحب اور دوسرے رشتہ داروں کا شکریہ ادا کیا۔ اوران کے صحابیانہ رویہ [1] کو سراہا۔ پھر ۵ بجے وہاں سے بارات واپس ہوئی اور اکوڑہ ۶ بجے خیر وبرکت کے ساتھ سالماً وغانماً دولہا ودلہن مکان سعید پر نزول فرما ہوئے۔ ....شیر علی شاہ کان اللہ لہ

(۱) مرحوم پشاور کے نہایت سرکردہ امیر تاجر اور علماء وصلحاء کے خادم بالخصوص حضرت شیخ الحدیثؒ کے نہایت جاں نثار اور دارالعلوم کے فدائی تھے' اس کے باوجود ایک فقیر خدامست عالم شیخ الحدیث مرحوم کے گھر سے رشتہ قائم کرنا عہد سلف کی ایک مثال تھی۔

۴ر دسمبر: پشاور جناب حاجی کرم الٰہی صاحب کی عیادت کیلئے بعد از شام پہونچا' رات اِن کے مکان پر ٹھہرا۔

مولانا احمد علی لاہوری کو سپاسنامہ پیش کرنا:

۵ر دسمبر ۶۰ء: صبح حضرت الاستاد الشیخ مولانا احمد علی لاہوری کی آمد کے سلسلہ میں بمع حاجی کرم الٰہی صاحب والطاف پشاور ہوائی اڈہ پہونچے۔ ساڑھے گیارہ بجے مولانا صاحب مع صاحبزادہ محترم کے جہاز سے اترے' ملاقات کا شرف حاصل ہوا' ۴ بجے تک بندہ ان کی واپسی ٹکٹ کنفرم کرنے میں مصروف رہا۔ بعد از شام نوشہرہ آئے' رات جامع مسجد میں مولانا صاحب نے درس قرآن دیا۔ والد ماجد نے اردو میں جبکہ بندہ نے عربی سپاسنامہ پیش کیا۔

حضرت لاہوری صاحب دارالعلوم حقانیہ آمد:

۶ر دسمبر: صبح حضرت مولانا دامت برکاتہم دارالعلوم تشریف لائے۔ دارالحدیث میں کچھ دیر طلبہ واساتذہ کی مجلس میں قیام فرمارہے۔ مسجد کا معائنہ فرمایا اور دعائیں دیں پھر پشاور روانہ ہوئے بندہ کو آج بھی رفاقت سفر اور راستہ میں ان کی خدمت کا موقع ملا اور اس طرح اُن سے دعائیں لیں۔ اور ساڑھے گیارہ بجے حضرت صاحب بذریعہ طیارہ لاہور کے لئے رخصت ہوئے۔ شام کو بندہ نے واپسی کی۔

۱۹۶۱ء کی ڈائری سے سوانحی احوال

۲۱ مارچ: راولپنڈی گیا' قاری امین صاحب کے ہاں ٹھہرا۔

حضرت مولانا لاہوری صاحب کی حضرو، نوشہرہ اور حقانیہ آمد:

۲۲ مارچ ۶۱ء: حضرو جانا ہوا جہاں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب کی اقتداء میں نماز ظہر پڑھی۔ قبل از صلوٰۃ شرف ملاقات حاصل ہوئی۔ اس موقع پر والد صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ شام کو گھر واپسی ہوئی۔

۲۳ مارچ ۶۱ء: حضرت شیخ مولانا لاہوری کے نوشہرہ آمد پر ان سے ملاقات کے لئے گیا' واپسی پر اکوڑہ تک ان کی معیت حاصل ہوئی۔ دارالعلوم حقانیہ بھی تشریف لائے اور مدرسہ کی ترقی کے لئے دعائیں دیں۔ والحمدللہ علی ذالک

مولانا عبدالغفور عباسی کی آمد' پیر مانکی کی تعزیت اور احقر کی ان کے ساتھ رفاقت:

۲۴ دسمبر ۱۹۶۱ء: حضرت الشیخ مولانا عبدالغفور عباسی مدنی صوبہ سرحد تشریف لائے۔ چناب ایکسپریس سے اکوڑہ اسٹیشن میں والد صاحب اور اراکین ومتعلقین مدرسہ نے نیاز حاصل کرکے دعائیں لیں۔ پھر ناچیز حضرت کے ساتھ نوشہرہ گیا' وہاں دس بجے تک ایک فوجی افسر کے ہاں قیام فرمایا۔ بیعت وارشاد کا فیض جاری رہا اور پھر مانکی تشریف لے گئے' میں نے پہلی دفعہ مانکی گاؤں دیکھا۔ حضرت نے پیر مانکی شریفؒ کی فاتحہ پڑھی اور صاحبزادہ روح الامین کی دعوت طعام میں شریک ہوئے بعد از دوپہر واپس مردان گئے جبکہ میں گھر واپس ہوا۔

حقانیہ کی زیرِ تعمیر مسجد میں پہلی جماعت (ظہر) اور خطابِ حضرت مولانا عبدالغفور عباسیؒ:

۲۷دسمبر ۱۹۶۱ء بروز بدھ: حضرت الشیخ کو دارالعلوم لانے کے لئے ان کی خدمت میں مردان گئے۔ گیارہ بجے بذریعہ کار مردان سے روانگی ہوئی۔ 12 بجے حضرت مدظلہ دارالعلوم پہنچے' اراکین وعمائدین' طلبہ واساتذہ نے زبردست استقبال کیا۔ دارالحدیث میں قدرے قیام کیا۔ اور دعوت طعام سے فارغ ہوکر جدید زیرتعمیر مسجد میں نماز ظہر پڑھائی جواس مسجد (حقانیہ کی مسجد) میں پہلی نماز تھی' بعداز نماز بندہ نے عربی میں سپاسنامہ پیش کیا' انہوں نے تقریر کے آغاز میں بہت سی دعائیں دیں۔ ان کی عالمانہ وعارفانہ تقریر تین بجے تک جاری رہی۔ ساڑھے تین تک بیعت کا سلسلہ رہااور پھر بعداز نماز عصر پشاور روانہ ہوئے۔

پشاور درہ خیبر وغیرہ میں حضرت الشیخ کی صحبت میں:

۲۸دسمبر بروز جمعرات: حضرت الشیخ مولانا عبدالغفور مدنی کا قیام پشاور نوتھیہ میں ہے' بعدازاں شام پہنچے' شرف نیاز حاصل کیا' رات حضرت کی اقامت گاہ میں بمعہ برادرم سید اصغرشاہ ومولانا شیر علی شاہ ٹھہرے۔ صبح مجلس مراقبہ و دعوات خصوصی میں شریک ہوئے۔ حضرت نے تجدید بیعت کرایا۔ جمعہ کی نماز بھی حضرت کے ساتھ پڑھی' اور نماز جمعہ کے بعد حضرت کی تقریر وارشادات عالیہ سے مستفید ہوئے۔ عصر کے بعد حاجی کرم الٰہی (مولانا سمیع الحق کے مرحوم خسر) کے مکان پر حاضر ہوا' رات کا کھانا وہاں کھایا۔ اورحاجی صاحب اور دیگر رفقاء کے ساتھ حضرت مدظلہ کے ہاں حاضری دی' بعداز عشاء خصوصی نیاز حاصل ہوا' سب رفقاء واراکین مدرسہ وحاجی صاحب کرم الٰہی کو دعائیں دیں' پاؤں دبانے کا شرف حاصل کیا' اور میرے محترم سالے حاجی الطاف صاحب بھی بیعت ہوئے' رات کو بمعہ رفقاء سید شیر علی شاہ صاحب قاضی انوار الدین' سید اصغر شاہ صاحب' برادرم محمود الحق اور اس کے ساتھی محمد نعیم درانی سمیت حاجی صاحب کے دکان پر ٹھہرے' صبح پانچ بجے اٹھے' حضرت کی خدمت میں نوتھیہ روانہ ہوئے۔ نماز بھی حضرت کے ساتھ پڑھی اور بعداز نماز مجالس مبارکہ مراقبہ وعظ وتلقین میں شمولیت کی' حضرت کے قیام کے اس آخری مراقبہ میں تاثرات کا فیضان ومظاہرہ' تقریباً سب پر اثر ہوا۔ برادرم سید اصغرشاہ مرحوم پیر مہربان علی شاہ کے فرزند مغلوب الحال ہوئے اور رقت اور گریہ سے نڈھال ہوئے۔ ۳۰دسمبر ۹ بجے حضرت کے رفقاء میں 'میں' بھی ان کے ساتھ درہ خیبر گیا' حاجی جمٹ سینٹر حاجی گل شیر آفریدی کے والد مرحوم کے قلعہ اور پھر لنڈی کوتل کے ایک قلعہ میں قدرے حضرت نے قیام کیااور دعوت طعام میں شرکت کی۔ میں ۳ بجے رخصت لے کر گاؤں واپس ہوا۔

حیف درچشم زدن صحبت یار آخر شد　　　روئے گل سیر نہ دیدم و بہار آخر شد

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

بدنظری کی تباہ کاریاں اور اس کا علاج

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ (النور: ۳۰۔۳۱)

ترجمہ: اے محمد ﷺ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکی اور پاکیزگی کی بات ہے بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہیں اور اسی طرح مسلمان عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں مگر وہ حصہ جو اس (موقع زینت میں) غالباً کھلا رہتا ہے (جس کے ہر وقت چھپانے میں حرج) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالتے رہا کریں اور زینت کے (مواقع مذکورہ) کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہر پر یا اپنے (محارم پر) یعنی باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر''

پردہ معاشرہ کی پاکیزگی:

محترم حاضرین! جن آیات کریمہ کی تلاوت میں نے آپ کے سامنے کی ان میں اسلام کے ایک اہم حیاء پر مبنی معاشرتی، اخلاقی اور پاکبازی سے معمور حکم یعنی پردہ اور حجاب کا ذکر ہے۔ رب کائنات نے جہاں پر گناہوں میں گرفتار ہونے والے اعمال وکردار سے بچنے والے احکامات ذکر فرمائے وہاں پر ان گناہوں میں پھنسنے والے اعمال کے ذرائع اور وسائل کا بھی سدباب کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر شرک کو ممنوع قرار دیا تو بت پرستی اور غیر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بھی منع فرمایا وہاں پر تصاویر کو بھی جرم عظیم قرار دیا تاکہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرانے کا دروازہ ہی بند ہو جائے، شراب نوشی کو انہ رجس من عمل الشیطان کہا گیا تو

ساتھ ایسے برتن جن میں شراب بنائی جاتی ہے ان کا استعمال بھی ناجائز قرار دیا گیا۔ تا کہ ان برتنوں کے دیکھنے سے ذہن شراب کی طرف نہ جا سکے کیونکہ شیطان تو ہر وقت اس ٹوہ اور تاک میں رہتا ہے کہ مسلمان کو کس انداز میں صراط مستقیم سے ہٹا کر اللہ کے حکم کی نافرمانی اس سے سرزد ہو۔

دواعی زنا کی ابتداء بدنظری:

اسی طرح زنا کو شرک کے بعد دوسرا بڑا گناہ کہا گیا اور ہر وہ حرکت خواہ فعلی ہو یا قولی بلکہ تمام دواعی' وسائل اور ذرائع کا بھی سد باب فرمایا اس لئے خطبہ کے ابتداء میں ذکر کردہ آیت مبارکہ میں ایمان والوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اپنی نظریں نیچے رکھیں اور اپنی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں' چونکہ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک خطرناک ترین اور زہر آلودہ تیر ہے جس کے ذریعے وہ انسانوں کو شکار کر رہا ہے' شیطان بدبخت تو نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی وار خطا ہو جائے اس نے اللہ کے سامنے شدومد سے حضرت انسان کو چاروں اطراف سے گھیرنے کا عزم کر رکھا ہے۔

سورہ اعراف میں آپ لوگ ابلیس کی سرتابی اور حکم خداوندی تعالیٰ سے عدولی سن چکے ہیں۔ شیطان جس کی تخلیق آگ سے ہو چکی تھی اللہ کے حکم پر آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا خدائی آرڈر سن کر نہ صرف سجدہ کرنے سے انکار کیا بلکہ تکبر وحسد نے اسے واصل جہنم کر دیا دربار الٰہی سے دھتکارنے پر آتش دشمنی میں جل کر کہنے لگا۔ ابلیس آدم کو سجدہ نہ کرنے پر نیچے گرایا گیا اور آدم علیہ السلام کو شیطان کی وسوسہ اندازی کے بدولت جنت سے علیحدہ ہونا پڑا ان واقعات سے ہر ایک کے دل میں دوسرے کی دشمنی کی جڑ زوروں پر شروع ہوئی ابلیس کہنے لگا بقول ارشاد ربانی:

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (الاعراف:۱۶۔۱۷)

"بولا جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور بیٹھوں گا انکی تاک میں تیری سیدھی راہ پر۔ پھر ان پر آؤں گا ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے اور نہ پائے گا تو اکثروں کو ان میں شکر گزار۔"

خلاصہ یہ کہ اللہ نے فرمایا نکل جا (جنت) سے مردود ہو کر اور جو کوئی ان میں تیری اتباع کرے گا تو میں ضرور بھر دوں گا تم سب سے جہنم کو۔

نظرِ شیطانی کا تیر:

یہی وہ ابلیس کی ابدی دشمنی ہے جو ہر مسلمان کو آڑے آرہی ہے۔ایک حدیث قدسی ہے:

عن عبداللہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ عن ربہ عزوجل النظرۃ سھم مسموم من سھام ابلیس من ترکھا من مخافتی ابدلتہ ایمانا یجد حلاوتہ فی قلبہ (الترغیب والترھیب)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کی جانب سے فرمایا' غیر محرم پر نظر یعنی مرد کا اجنبی اور نامحرم عورت کی طرف دیکھنا اور عورت کا اجنبی وغیر محرم مرد کی طرف نظر کرنا شیطان کے زہریلے تیروں میں سے ایک زہر آلودہ تیر ہے' کیونکہ ایسا تیر اپنے زہر کے سرایت کر جانے کی وجہ سے بڑا ہلاکت خیز ہوتا ہے جس نے میرے خوف سے اس کو یعنی نامحرم واجنبی کی طرف نظر کو چھوڑا یا منہ دوسرے طرف موڑ دیا' میں اس کے دل کو ایمان کی مٹھاس سے بھر دوں گا۔

غیر محرم کو دیکھنا:

محترم حاضرین! مقدس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ سب سے خطرناک چیز کسی اجنبی عورت کی طرف نظر کرنا ہے جس کے ذریعہ سے اپنے خبائث اور مسلمان کو راہ حق سے ہٹانے کے عزم کے ذریعہ مسلمان کا یہ ازلی دشمن اپنا مکروہ کردار ادا کرتا ہے اور آخر الامر بات اس سے بڑھ کر زنا کاری تک پہونچا دیتا ہے' یہی اس شیطان کے وہ کرتب ہیں جو ایک گناہ کو مسلمان کی نظروں اور دماغ میں مزین اور ایسا راسخ کر دیتا ہے کہ اسی گناہ اور زنا میں مبتلا انسان اللہ کی گرفت بھلا کر بے پروا اور غافل ہو جاتا ہے وہ بھول جاتا ہے کہ دنیا کی چند لمحوں کی یہ لذت تو ایک سراب ہے۔ایسی غفلت اس پر طاری ہو جاتی ہے جیسے حضور ﷺ کا ارشاد ہے: الناس نیام اذا ما توا فانتبھوا درحقیقت شیطان کے مکروفریب میں آنے والے خواب خرگوش میں مبتلا ہیں' بعض اوقات کئی حضرات خواب میں ہنستے ہیں مگر ان کے ہنسنے کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی جب خواب سے بیدار ہوجاتے ہیں وہ خواب کی وقتی اور عارضی لذت کا کوئی سر اور پیر محسوس نہیں کرتے۔

بیماریوں کی جڑ:

محترم دوستو! آنحضرت ﷺ کی خدمت میں صحابہؓ موجود تھے فرمایا اللہ تم کو چند باتوں سے محفوظ رکھے' فرمایا کہ جس قوم میں بے حیائی پیدا ہوگئی اور فحشا بڑھ گئی تو اس کو خدا بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ایسی ایسی بیماریاں جس کا کبھی نام اس کے باپ دادا نے بھی نہ سنا ہوگا۔آج دیکھو بے حیائی کتنی بڑھ گئی ہے ہر مجلس اور ہر طرف کو دیکھو

جرائد ورسائل، اخبار، ٹی وی، نیٹ وغیرہ کھولو تو برہنہ عورتوں کی تصاویر سے بھرے پڑے رہتے ہیں، بعض جرائد اور اخبارات میں بدنگاہی اور برہنگی کی حالت یہ ہے کہ ایک کمزور ایمان والا مسلمان بھی ایسے مواد کو اپنے گھر میں جگہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا اور پھر بدقسمتی سے اس بدنگاہی، بے شرمی اور بے حیائی میں بعض لوگ ایک دوسرے سے مقابلہ اور ریس میں مبتلا ہوکر شرم وحیاء اسلام کے آداب معاشرت کو بھول جاتے ہیں، اور غیر محرم مردوزن کے اختلاط والی مجالس کو باعث افتخار سمجھ کر اس کی مخالفت کرنے والے کو دقیانوس سمجھا جاتا ہے، آج معاشرہ کے اس بے راہ روی، مردوزن کے اختلاط، شرم وحیاء کے فقدان نے مسلمانوں کو قسم قسم کی آفات، بے غیرتی اور بے شرمی کے اعمال میں مبتلا کرکے کہیں کا رہنے نہیں دیا۔ مردوزن کے اس ناجائز بدنگاہی اور اختلاط نے ایسی بیماریوں کو جنم دیا جن کا نام زبان پر لانا ایک غیرت مند، مسلمان کے لئے زیب نہیں دیتا۔

اسلام اور نظر کی حفاظت:

اسلام میں تو پردہ اور نامحرم سے بھی پردہ پوشی پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ اپنے چچازاد بھائی فضل بن عباس کا رخ دوسری جانب پھیر دیا تاکہ دونوں مرد وعورت قبیح نظر سے بچ جائیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر بنی خثعم قبیلہ سے تعلق رکھنے والی ایک عورت نے آپ سے عرض کیا:

عن فضل بن عباس ان امرأة بن خثعم قالت یا رسول اللہ ان ابی ادرکته فریضه الله الحج وھو شیخ کبیر لایستطیع ان یستوی علی ظھر البعیر قال حجی عنه (رواہ الترمذی)

فضل بن عباس سے روایت ہے کہ ایک عورت جس کا تعلق قبیلہ خثعم سے تھا، رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر حج فرض کیا لیکن میرے والد اتنے بوڑھے ہیں کہ وہ سواری پر بھی فریضہ حج ادا کرنے سے قاصر ہیں اگر میں ان کی طرف سے حج کرلوں تو فریضہ حج ادا ہوجائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ادا ہوجائے گا۔ اسی ترمذی میں آگے باب ماجاء ان عرفة کلھا موقف میں یہ بھی ارشاد ہے:

قال ولوی عنق الفضل فقال العباس یارسول اللہ لم لوّیت عنق ابن عمك قال رایت شابا وشابة فلم امن الشیطان علیھما

اس وقت رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور فضل بن عباس آپ ﷺ کے ساتھ پیچھے بیٹھے تھے۔ فضل ابن عباس اس عورت کو دیکھنے لگے اور وہ عورت بھی ان کو دیکھنے لگی۔ اس صورتحال کو ملاحظہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے فضل بن عباس کا رُخ دوسری جانب موڑ دیا تاکہ وہ اس عورت کو نہ دیکھ سکے۔ حضرت عباسؓ اس وقت موجود تھے، اپنے بیٹے فضلؓ

کے بارے میں آپ ﷺ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپؐ نے اپنے چچا کے بیٹے ہی کا رُخ موڑ دیا تو حضور ﷺ نے جواباً فرمایا کہ میں نے ایک جوان مرد کو جوان عورت کی طرف اور جوان عورت کو جوان مرد کی طرف نظر کرتے دیکھا تو مجھے دونوں کے متعلق شیطان کی مداخلت اور وسوسہ اندازی کا اندیشہ ہوا۔اس لئے میں نے فضلؓ کا منہ موڑ دیا۔ آپؐ کے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں شیطان ان دونوں کے درمیان مداخلت نہ کرے۔

عبداللہ بن ام مکتوم کا واقعہ:

اسی طرح شیطانی وسوسے کے پیش نظر ان لوگوں سے بھی پردہ پوشی کا حکم ہے جو دیکھنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں، یعنی اندھے ہوں چنانچہ ایک مرتبہ اُم سلمہؓ اور اُم المومنین میمونہؓ آپ کے ساتھ موجود تھیں کہ اس وقت ایک اندھے صحابی حضرت عبداللہ ابن مکتومؓ تشریف لائے تو آپؐ نے دونوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا۔

وعن ام سلمة انها كانت عند رسول الله ﷺ وميمونه اذا قبل ابن ام مكتوم فدخل عليه فقال رسول الله ﷺ احتجبامنه فقلت يا رسول الله ﷺ اليس هواعمیٰ لايبصرنا فقال رسول الله ﷺ افعمياو ان انتما الستما تبصرانه (رواه احمد والترمذی)

’’حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں اور ام المومنین حضرت میمونہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھیں کہ اچانک ابن مکتوم (جو کہ ایک نابینا صحابی تھے) تشریف لائے آنحضرت ﷺ ابن مکتوم کو دیکھ کران دونوں ازواج مطہرات سے فرمایا کہ ’’ان سے پردہ کرو‘‘ ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آپ کا یہ حکم سن کر میں نے عرض کیا کہ کیا وہ نابینا نہیں ہیں وہ ہمیں نہیں دیکھ سکتے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی اندھی ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہیں (مطلب یہ ہے کہ وہ اندھے ہیں تم تو اندھی نہیں ہو)‘‘

نابینا سے پردہ:

حضرات محترم! آپ نے سن لیا کہ آپ ﷺ نے اپنے پاکباز بیویوں سے فرمایا کہ تم دونوں اس نابینا صحابی سے بھی پردہ کرو، آج کے اس پرفتن دور میں جبکہ ہر طرف بے حیائی اور فحاشی کا دور دورہ ہے کیا ان پاکباز صحابیہ سے کوئی اعلیٰ اور پاک دامن ہے؟ نہیں اور ہو بھی نہیں سکتا جبکہ ہم تو معمولی تعلق پر پردہ ختم کردیتے ہیں کہ فلاں تو میرا منہ بولا بھائی ہے منہ بولا بیٹا ہے، میرے خاوند کا رشتہ دار ہے

خاوند کے رشتہ داروں سے پردہ:

حالانکہ خاوند کے رشتہ دار کے بارے میں حدیث مبارکہ میں بہت ہی سخت الفاظ میں وعید آئی ہے۔ ارشادنبوی ﷺ ہے کہ

عن عقبة بن عامر قال رسول الله ﷺ اياكم والدخول على النساء فقال رجل يارسول الله أرائت

الحمو قال الحمو الموت (متفق علیہ)

''حضرت عقبہ ابن عامرؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اجنبی عورتوں کے نزدیک جانے سے اجتناب کرو (جبکہ وہ تنہائی میں ہوں) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حمو (دیور یعنی خاوند کے نامحرم رشتہ دار) کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا حکم ہے؟ (یعنی ان کے لئے بھی ممانعت ہے) آپ ﷺ نے فرمایا ''حمو'' تو موت ہے۔''

حدیث مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح موت انسان کی ظاہری اور دنیوی زندگی کو ہلاک کر دیتی ہے اسی طرح دیور بھی عورت کی دینی اور اخلاقی زندگی کو ہلاکت وتباہی کے راستہ پر ڈال دیتا ہے۔ اور عام طور پر لوگ غیر محرم عورتوں کے ساتھ دیور کے خلط ملط کو کوئی اہمیت نہیں دیتے' حالانکہ حضورؐ نے اسے موت کی طرح خطرناک قرار دیا جس طرح بدنی ہلاکت تباہی کا سبب ہے یہی خطرہ خاوند کے نامحرم رشتہ دار خصوصاً دیور میں بہت زیادہ ہے' اسی طرح وقوع پذیر ہونے والے بدکاریاں آپ حضرات روزانہ ذرائع ابلاغ میں سنتے اور پڑھتے رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے فتنے سر ابھارتے ہیں اور نفس برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

خاتون زینتِ خانہ یا رونق محفل:

مسلمان عورتوں نے حجاب کو عذاب کہہ کر اتار پھینکا تو وہ بے حمیت اور بے غیرت مردوں کے کھلونے بن گئے' عبرت کا مقام ہے کہ آج کی عورتیں برہنہ سر اور سینہ کھولے ہوئے آزادانہ بازاروں میں گھومتی پھرتی اور سیر و تفریح ان کا اوڑھنا بچھونا ہے' تیز خوشبو' اسپرے' ہونٹوں پر سرخی لگا کر نیم برہنہ حالت میں ہوٹلوں' کلبوں اور سینما گھروں میں بناؤ سنگھار کئے ہوئے مردوں کے شانہ بشانہ چلتی ہیں' رقص و سرود کی محفلوں میں برہنہ ہو کر ڈانس کرتی اور داد حاصل کرتی ہیں اور اس کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان سمجھتی ہیں۔ دوسری طرف جس مسلمان عورت نے حجاب پہنا ہوتا ہے یا سکارف پہنتی ہیں' ان کو حقارت اور ذلت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

محترم سامعین! امت مسلمہ کی تباہی اور ذلت کی اصل وجہ یہی ہے کہ وہ گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتی بلکہ گناہ کو مختلف حیلوں اور بہانوں سے دین کا نام دے رہے ہیں' بے پردگی اور بدنگاہی کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔ انسانی حقوق کے نام پر صنف نازک کو گلی کوچوں اور دفتروں کی زینت بنایا جا رہا ہے' آزادی نسواں کے نام پر پارلیمنٹ میں قراردادیں پاس کی جا رہی ہیں۔ یہ ایک ایسے اسلامی جمہوری ملک کی حالت ہے جو لا الہ الا اللہ کے نعرہ پر معرض وجود میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری حفاظت فرماویں اور پردہ و دیگر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی ہم سب مرد و زن کو توفیق بخشیں۔ آمین

مولانا نور محمد ثاقب*

علم اُصول حدیث میں علماء احناف کی تالیفی و تصنیفی خدمات

(قسط ۱۰)

مقالہ نگار مولانا نور محمد ثاقب دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فرزند اور جید فضلا میں سے ہیں' خداداد صلاحیتوں کی بناء پر امارت اسلامیہ افغانستان کے چیف جسٹس کے منصب پر فائز رہے' طالبان دور حکومت میں علامہ اقبال کے فرزند جناب جسٹس جاوید اقبال صاحب افغانستان کے دورہ پر گئے ان سے ملاقاتیں رہیں' وہاں کے نظام عدالت اور فقہ حنفی کی گہرائی اور جامعیت پر بحث وتمحیص اوران کی کارکردگی سے اتنے متاثر ہوئے کہ کابل سے واپسی پر ناچیز سے ملنے میری رہائش گاہ تشریف لائے۔ میری خواہش پر انہوں نے دارالعلوم کے وسیع ہال ایوان شریعت میں اپنا تاثراتی خطاب فرمایا اور جناب ثاقب صاحب کا زبردست انداز میں ذکر کیا۔ خطاب اس وقت الحق میں چھپ چکا تھا بعد میں انہوں نے اپنے سفرنامہ میں بھی ان کا ذکر کیا۔امید ہے ان کا تحقیقی مضمون علمی حلقوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ { مولانا سمیع الحق }

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الّذی جَعَلَ الاِسناد أساسًا لِھٰذا الدّین المتین ، وخَصّ بہٖ مِن بین الأمَم اُمّةَ سیّد الأوّلین والآخرین ، ولولاالاِسناد لَقالَ مَن شاء ما شاء کما رُوی ذٰلک عن الأئمّة الرّاسخین ، والصّلٰوة والسّلام علٰی حبیب اللّٰہ سیّدِنا محمّد نِ الرّسول الأمین ، بَشّرَالرّاوین لِکلامہٖ أن ینضّرَاللّٰہُ وجوھَھم فی ھذہ الدّار وفی یوم الدّین ، وعلٰی آلہٖ وأصحابہ الرُّواة الثِّقات العُدول المیامین ، وعلٰی أتباعھم الّذین حَرَصُوا علٰی عُلوّالاِسناد الٰی سیّدالأنبیاء والمرسلین.

اَمّابعد ! بندہ نے اُصولِ حدیث کے سلسلۂ مضامین کی پچھلی قسطوں میں علمِ اُصول الحدیث،علوم الحدیث،علم مصطلح الحدیث اورعلم درایۃ الحدیث میں علماء احناف کی چار سو پچاس (۴۵۰) کتابوں کا تذکرہ کیا تھا۔

ناظرین کرام کو یاد رکھنا چاہئے کہ اِس سلسلۂ مضامین کی جتنی کتابوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے اِن میں سے اکثر کتابیں بفضلہٖ تعالیٰ بندہ راقم الحروف کے پاس موجود ہیں جیسا کہ ہم نے ابتدائی قسطوں میں یہ بات دہرائی تھی اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جو کتابیں ابھی تک ہاتھ نہیں آئیں اُن کی موجودگی کے ٹھوس اور معتبر حوالہ جات اور مآخذ موجود ہیں البتہ طوالت سے بچنے کے لئے ہم نے اُن حوالہ جات اور مآخذ کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔فقط

اَب اِس علم میں حضرات علماء احناف کی دیگر کتابیں (اُن کے مصنفین کی تواریخِ وفات کی ترتیب پر) ذکر کی جاتی ہیں

---

* سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف افغانستان' وسابق رئیس دارالافتاء المرکزیہ افغانستان

جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۴۵۱۔" الکلام فی الجرح والتّعدیل " تالیف امام الجرح والتّعدیل وأوّل مدوّنٍ لِفنّ أسماء الرّجال یحیی بن سعید القطّان البصری الحنفی، المولود سنة ۱۲۰ ھ، المتوفّی یوم الأحد سنة ۱۹۸ ھ

(آج سے پورے سو(۱۰۰) سال قبل دارالعلوم دیوبند کے ماہوار رسالہ "القاسم" کے رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ کے شمارے میں ناظم کتب خانہ دارالعلوم دیوبند مولانا عبدالحفیظ علوی دربھنگوی کے " فنّ اسماء الرجال " سے متعلق مضمون میں یہ عنوان قائم کیا گیا ہے کہ "علم اسماء الرجال کا مدوِّنِ اوّل حنفی تھا" اور اس میں میزان الاعتدال للذھبی کے دیباچہ کے حوالے سے یہ بات فرمائی ہے کہ سب سے پہلے فن اسماء الرجال میں یحیٰی بن سعید القطان حنفی المتوفّٰی ۱۹۸ھ نے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے تمام اُصول وضوابط اور رُواۃ پر جرح وتعدیل کا بیان کیا ہے اور اُن کو ایک شیرازہ میں مرتب کر کے مابعد نسلوں کیلئے بہترین شاہراہ قائم کردیا۔

یحیٰی بن سعید القطان کے بعد اُنکے شاگردوں میں یحیٰی بن معین، علی بن المدینی، امام احمد بن حنبل، عمرو بن الفلاس، ابوخیثمہ وغیرہ نے اِس فن میں گفتگو کی، اور یہ اِس فن کے امام شمار کئے جاتے ہیں، پھر اِن بزرگوں کے بعد اِن کے تلامذہ ابوزرعہ رازی، ابوحاتم، امام بخاری، امام مسلم، ابواسحٰق جوزجانی وغیرہ آئمہ فن نے اِس علم (اسماء الرجال) میں یدِطولٰی حاصل کیا۔

چنانچہ بندہ راقم الحروف نے خود میزان الاعتدال کی طرف مراجعت کی تو اُس کے دیباچہ کے صفحہ۲ پر یہ عبارت درج پائی: **وقد ألّفَ الحُفّاظ مصنّفاتٍ جمّةً فی الجرح والتّعدیل مابین اختصار وتطویل فأوّل من جَمَعَ کلامَه فی ذٰلک الامامُ الّذی قال فیه أحمد بن حنبل: مارأیتُ بِعَینَیّ مثل یحیی بن سعید القطان، وتکلّم فی ذٰلک بعدهٗ تلامذته: یحیی بن معین، وعلیّ بن المدینی، وأحمد بن حنبل، وعمروبن علیّ الفلّاس، وأبوخیثمة ، وتلامذتهم ،کأبی زرعة ، وأبی حاتم ، والبخاری ، ومسلم ، وأبی اسحاق الجوزجانی السّعدی ، وخلقٌ من بعدهم ، مثل النّسائی، وابن خزیمة ، والتّرمذی ، والدّولابی ، والعقیلی.**

اور اس بات کو، کہ سب سے پہلے فنِ اسماء الرجال کو امام یحیی بن سعید قطان حنفی نے مدوّن کیا اور اِس فن کا سنگِ بنیاد رکھا، مولانا عبدالسلام مبارکپوری (متوفّٰی ۱۳۴۲ھ) نے بھی اپنی کتاب "سیرۃ البخاری ص ۸۱" میں ذکر کیا ہے)

رہی یہ بات کہ امام یحیی بن سعید القطان حنفی ہیں، اِس پر دیگر کتابوں کے علاوہ "تذکرۃ الحفّاظ للذّھبی" ج۱ص۲۷۴، "تاریخ بغداد" ج۱۴ص۱۳۵ ، "البدایة والنّھایة للحافظ ابن کثیر" ج۷ص۸۷، " سیر أعلام النّبلاء للذّھبی " (ت۷۶۷) میں بھی تصریح کی گئی ہے۔"

۴۵۲۔" مُعجم الصّحابة " تالیف الشّیخ الامام الحافظ الثّقة محدّث الجزیرة أبی یعلٰی أحمد بن علیّ بن المثنّی بن یحیی بن عیسی بن ھلال التّمیمی الموصلی الحنفی، المولود فی الثّالث من شوّال سنة ۲۱۰ ھ وقیل سنة ۲۲۰ھ ، المتوفّٰی سنة ۳۰۷ھ

۴۵۳۔" الکُنٰی والأسماء" (فی ثلاث مجلّداتِ کبار) تالیف الشّیخ الامام الحافظ المحدّث المؤرِّخ أبی بِشْرمحمّد بن أحمد بن حمّاد الدّولابی الرّازی الأنصاری الحنفی، المولود سنة ۲۳۴ھ، المتوفّٰی بالعرج بین مکّة والمدینة فی ذی القعدة سنة ۳۲۰ھ وقیل المولود سنة ۲۲۴ھ، المتوفّٰی سنة ۳۱۰ھ (یہ کتاب "مطبعۃ دارابن حزم" بیروت سے تین بڑی جلدوں میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۴۵۴۔" کتاب الضعفاء" تالیف الشّیخ الامام الحافظ المحدّث المؤرِّخ أبی بِشْرمحمّد بن أحمد بن حمّاد الدّولابی الرّازی الأنصاری الحنفی، المولود سنة ۲۳۴ھ، المتوفّٰی بالعرج بین مکّة والمدینة فی ذی القعدة سنة ۳۲۰ھ وقیل المولود سنة ۲۲۴ھ، المتوفّٰی سنة ۳۱۰ھ

۴۵۵۔" الوفیّات" (وفیّات الشّیوخ) تالیف الشّیخ المحدّث الحافظ أبی الحسن عبد الباقی بن قانع بن مرزوق البغدادی الحنفی، المولود سنة ۲۹۵ھ، المتوفّٰی سنة ۳۵۱ھ

۴۵۶۔" أسماء الرّجال لِمسانید الامام أبی حنیفة" تالیف الشّیخ الامام أبی المؤیّد محمّد بن محمود بن محمّد بن حسن الخوارزمیّ الحنفی، المولود بِخوارزم فی الثّانی عشرمن ذی الحجّة سنة ۵۹۳ھ، المتوفّٰی بِبغداد فی ذی القعدة سنة ۶۵۵ھ وقیل سنة ۶۶۵ھ

(مؤلّف رحمہ اللہ، اسماء الرجال کا یہ بیان اپنی کتاب "جامع المسانید" کے آخر میں ۲۴۴ صفحات میں لائے ہیں)

۴۵۷۔" الأربعون البُلْدانیّة فی الحدیث" تالیف الشّیخ الامام الحافظ المحدّث الزّاهد جمال الدّین أبی العبّاس أحمد بن محمّد بن عبدالله الحلبی، الحنفی، المعروف بِابن الظّاهری، المولود بِحلب فی شوّال سنة ۶۲۶ھ، المتوفّٰی فی السّادس والعشرین من ربیع الأوّل سنة ۶۹۶ھ

۴۵۸۔" الکفایة فی معرفة أحادیث الهدایة" (فی مجلّدین) تالیف الامام الحافظ قاضی القضاة علاء الدّین أبی الحسن علیّ بن عثمان بن ابراهیم بن مصطفی بن سلیمان الماردینی المصری، الحنفی، المعروف بِابن التّرکمانی، المولود سنة ۶۸۳ھ، المتوفّٰی یوم عاشوراء سنة ۷۵۰ھ

۴۵۹۔" تحفة الأبرار فی شرح مشارق الأنوار" (شرح مشارق الأنوارالنّبویّة من صحاح الأخبارالمصطفویّة للصّغانی) تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه الأصولی أکمل الدّین محمّد بن محمّد بن محمود بن أحمد البابرتی، الرّومی، المصری، الحنفی، المولود سنة بضع عشرة وسبعمائة، المتوفّٰی بِمصرلیلة الجمعة، التّاسع عشرمن رمضان سنة ۷۸۶ھ

۴۶۰۔" النکت الظّریفة فی ترجیح مذهب الامام أبی حنیفة" تالیف الشّیخ المحدّث الفقیه الأصولی أکمل الدّین محمّد بن محمّد بن محمود بن أحمد البابرتی، الرّومی، المصری، الحنفی، المولود سنة بضع عشرة وسبعمائة، المتوفّٰی بِمصرلیلة الجمعة، التّاسع عشرمن رمضان سنة ۷۸۶ھ

۲۶۱."زوائد رجال العجلی" تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطْلوبُغا الجَمَالی المصری الحنفی ، المولود بِالقاهرة فی المحرّم سنة ۸۰۲ ھ ، المتوفّٰی لیلة الخمیس ، الرّابع من ربیع الأوّل سنة ۸۷۹ ھ

۲۶۲."ترتیب التّمییز لِلجوزقانی" (فی أسماء الرّجال) تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطْلوبُغا الجَمَالی المصری الحنفی ، المولود بِالقاهرة فی المحرّم سنة ۸۰۲ ھ ، المتوفّٰی لیلة الخمیس ، الرّابع من ربیع الأوّل سنة ۸۷۹ ھ

۲۶۳."تبصرة النّاقد فی کبد الحاسد ، فی الدّفع عن الامام أبی حنیفة" تالیف الامام المحدّث الحافظ زین الدّین أبی العدل قاسم بن قُطْلوبُغا الجَمَالی المصری الحنفی ، المولود بِالقاهرة فی المحرّم سنة ۸۰۲ ھ ، المتوفّٰی لیلة الخمیس ، الرّابع من ربیع الأوّل سنة ۸۷۹ ھ

۲۶۴."المُسَلْسَلات الکُبْریٰ" تالیف الشّیخ العلّامة مسند الشّام فی عصرہٖ شمس الدّین أبی عبداللّٰه محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی ، المولود بِصالحیّة دمشق سنة ۸۸۰ ھ ، المتوفّٰی بِدمشق فی الحادی عشر من جمادی الأولیٰ سنة ۹۵۳ھ

۲۶۵."المُسَلْسَلات الوُسْطیٰ" تالیف الشّیخ العلّامة مسند الشّام فی عصرہٖ شمس الدّین أبی عبداللّٰه محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی ، المولود بِصالحیّة دمشق سنة ۸۸۰ ھ ، المتوفّٰی بِدمشق فی الحادی عشر من جمادی الأولیٰ سنة ۹۵۳ھ

۲۶۶."المُسَلْسَلات الصُغْریٰ" تالیف الشّیخ العلّامة مسند الشّام فی عصرہٖ شمس الدّین أبی عبداللّٰه محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی ، المولود بِصالحیّة دمشق سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی بِدمشق فی الحادی عشر من جمادی الأولیٰ سنة ۹۵۳ھ

۲۶۷."الفِهْرِسْتُ الأَوْسَط" تالیف الشّیخ العلّامة مسند الشّام فی عصرہٖ شمس الدّین أبی عبداللّٰه محمّد بن محمّد بن علیّ بن طُولون الدّمشقی الصّالحی الحنفی ، المولود بِصالحیّة دمشق سنة ۸۸۰ھ ، المتوفّٰی بِدمشق فی الحادی عشر من جمادی الأولیٰ سنة ۹۵۳ھ

(قال أبوعبداللّٰه الرّهونی فی "أوضح المسالک" : الفهرست فی الاصطلاح الکتاب الّذی یَجْمَعُ فیه الشّیخُ شیوخَهٗ وأسانیدَهٗ ومایتعلّق بذٰلک)

۲۶۸. "مجمع بِحارالأنوارفی شرح مشکل الآثار" تالیف الشّیخ الامام المحدّث علیّ بن حسام الدّین بن عبد الملک بن قاضی خان الهندی الحنفی ، الشّهیربِالمتّقی ، نزیل الحرمین ، المولود فی الهند فی مدینة بُرهانفور سنة ۸۸۵ھ ، المتوفّٰی بِمکّة سنة ۹۷۵ھ

۴۶۹." مختصر وفيّات الأعيان لِابن خلكان " تاليف الشّيخ القاضى الأديب المؤرّخ محمّد بن داوٗد الأطروشى ، الرّومى ، الحنفى ، المعروف بِرياضى ، المتوفّٰى بِالقسطنطينيّة سنة ۱۰۵۴ھ

۴۷۰. " ريحانة الألبا وزهرة الحياةالدّنيا " ثَبتُ الشّيخ الأديب اللّغوى قاضى القضاة شهاب الدّين أحمد بن محمّد بن عمرالخفاجى ، المصرى ، الحنفى ، المولود بِمصرسنة ۹۷۹ھ ، المتوفّٰى بها يوم الثّلثاء ، الثّانى عشرمن رمضان سنة ۱۰۶۹ھ

۴۷۱. " المَوَاهِبُ الجَزِيلة فى مرويّات الفقيرمحمّد بن أحمد عَقِيلة " تاليف الامام المسند المحدّث الصّوفى جمال الدّين أبى عبداللّٰه محمّد بن أحمد بن سعيد بن مسعود المكّى الحنفى ، المشتهر والده بِعَقِيلةَ ، المتوفّٰى سنة ۱۱۵۰ھ

۴۷۲." ثَبتُ المَروِيّات وأسماء الشّيوخ " لِلشّيخ العلّامة الفقيه أحمد بن محمّد بن اسماعيل الطّحطاوى المصرى الحنفى ، شيخ الحنفيّة بِالدّيارالمصريّة ، محَشِّى " الدّرالمختار " و" مراقى الفلاح " المتوفّٰى فى الخامس عشرمن رجب سنة ۱۲۳۱ھ

۴۷۳. " مجموعة اِجازات ابن عابدين والفوائد المنقولة من خطّهٖ " لِلشّيخ العلّامة المفتى السيّد محمّد أمين بن السيّد عمر بن عبدالعزيزبن أحمد بن عبدالرّحيم ، الشّهيربِابن عابدين ، الدّمشقى ، الحنفى (صاحب ردّ المحتار) المولود بِدمشق سنة ۱۱۹۸ھ ، المتوفّٰى بها فى الحادى والعشرين من ربيع الثّانى سنة ۱۲۵۲ھ (علامہ ابن عابدین الشامی کی یہ اجازات اورفوائداُن کے بھتیجے علامہ محمدابوالخیربن احمد عابدین (متوفّٰی۱۳۴۳ھ) نے جمع کیے ہیں ، اوریہ کتاب علامہ شامی کی تالیف " عقودالللآلی فی الأسانید العوالی "، جواُن کے شیخ علامہ محمدشاکرالعقادکی ثَبت ہے ، کے ساتھ یکجاطبع ہوئی ہے۔)

۴۷۴." ثَبتُ المَروِيّات وأسماء الشّيوخ " لِلشّيخ العلّامة المفسّرالمحدّث الفقيه اللّغوى أبى الثّناء محمود بن عبداللّٰه الحُسَينى الآلوسى البغدادى الحنفى (صاحب روح المعانى) المولود بِبغداد فى الرّابع عشرمن شعبان سنة ۱۲۱۷ھ، المتوفّٰى بها فى الخامس والعشرين من ذى القعدة سنة ۱۲۷۰ھ

۴۷۵." ثَبتُ المَروِيّات وأسماء الشّيوخ " لِلشّيخ العارف المحدّث الفقيه ضياء الدّين أحمد بن مصطفى بن عبدالرّحمٰن الكُمُوشُخانوى ثمّ القسطنطينى ، الحنفى ، النّقشبندى ، المولود فى كموشخانه بِولاية طربزون سنة ۱۲۲۷ھ ، المتوفّٰى بِالقسطنطينيّة فى السّابع من ذى القعدة سنة ۱۳۱۱ھ

۴۷۶." الأربعين من مَروِيّات نعمان سيّد المجتهدين " تاليف الشّيخ مولانا ادريس بن عبدالعلى النّگرامى الهندى الحنفى ، المولود بِنگرام يوم الاثنين ، الرّابع عشرمن شوّال سنة ۱۲۷۵ھ ، المتوفّٰى فى العاشرمن رمضان المبارک سنة ۱۳۳۰ھ

۴۷۷. " الكلام المسدّد في رواة موطّا محمّد " تاليف الشّيخ مولانا ادريس بن عبدالعلى النّگرامى الهندى الحنفى ، المولود بِنگرام يوم الاثنين ، الرّابع عشرمن شوّال سنة ۱۲۷۵ھ ، المتوفّٰى فى العاشرمن رمضان المبارك سنة ۱۳۳۰ھ

۴۷۸. " الأجوبة اللّطيفة عن بعض ردّ ابن أبى شيبة علىٰ أبى حنيفة " تاليف الشّيخ المحدّث مولانا السيّد أحمد حسن السّنبلى الحنفى ، فَرَغَ من تاليفهٖ يوم الجمعة ، السّادس والعشرين من ذى الحجّة سنة ۱۳۳۳ھ (یہ کتاب "مکتبہ فاروقیہ" گوجرانوالہ سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۴۷۹. " النّفحات الزّكيّة فى ذكر الحفّاظ الحنفيّة " تاليف الشّيخ الفاضل مولانا عبدالحفيظ العلوى الدربهنگوى الحنفى ، النّاظم لمكتبة دارالعلوم ديوبند ، ألّف هذاالكتابَ فى سنة ۱۳۳۵ھ (دارالعلوم دیوبند کے ماہوار رسالہ "القاسم" کے شمارہ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ میں مولانا سید مناظر احسن گیلانی نے ذکر کیا ہے کہ "ہمارے صدیق حمیم مولف مولانا عبدالحفیظ دربھنگوی نے اِس کتاب میں تقریباً سات سو (۷۰۰) محدّثین، جوخالص حنفی ہیں، کے تذکرے نہایت جانفشانی کے ساتھ ترتیب دے کر مسلمانوں پر عموماً اور حنفیوں پر خصوصاً ایک بڑا احسان کیا۔ ایک حصہ مکمل ہے، عنقریب پریس میں روانہ کیا جائے گا۔ مولانا نے اس پر ایک بسیط مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں حدیث کی ترتیب وتہذیب، کتابت واشاعت وشرح کی تاریخ درج ہے۔"

یہ مقدمہ ماہوار "القاسم" کے مسلسل چار شماروں : رجب المرجب ، شعبان المعظم ، رمضان المبارک اورشوال المکرم ۱۳۳۵ھ میں شائع ہوا تھا۔)

۴۸۰. " كتابتِ حديث " تاليف الشّيخ مولانا الحاجّ السيّد منّت اللّٰه شاه الرّحمانى الحنفى ابن الشّيخ السيّد مولانا شاه محمّد على بانى ندوة العلماء فى الهند ، فَرَغَ من تاليفهٖ فى الخامس من صفر سنة ۱۳۷۰ھ

(اِس کتاب پر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہما اللہ کی تقاریظ ثبت ہیں، شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ اپنی تقریظ میں اِس کتاب کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: "حضرت مولف موصوف نے بہت سے صحیح اور عمدہ مضامین وہ درج فرمائے ہیں جن سے بہت سے علماءِ زمانہ ناواقف ہیں، اِن مضامینِ کاملہ نے ہمارے علوم میں بہت سا اضافہ کیا ہے، یہ رسالہ یقیناً اِس قابل ہے کہ نہ صرف طلباءِ دینیات بلکہ علماءِ کاملین بھی اِس کو سرمۂ چشم بنائیں اور اِس سے زیادہ سے زیادہ معلومات کا استفادہ کریں، حضرت مولف سلمہ اللہ تعالیٰ نے اِس رسالہ کو تالیف فرما کر اہلِ علومِ دینیہ اور اُمتِ مرحومہ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔"

یہ کتاب "سنّی دارالاشاعت" لاہور کی طرف سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۲۸۱." الحاشية علىٰ نزهة النّظرشرح نخبةالفكر" تاليف الشّيخ العلّامة المحدّث المؤرّخ المحقّق الأديب كمال الدّين محمّد بن محمّد الأدهمى الطّرابلسى الاستانبولى ثمّ المصرى ، الحنفى ، المولود سنة ۱۲۹٦ھ ، المتوفّٰى سنة ۱۳۷۱ھ

۲۸۲." تحقيق معنى السُنّة وبيان الحاجة اليها " تاليف الشّيخ العلّامة المحقّق الأديب السيّد سليمان النّدوى الحنفى، المولود فى الثّالث والعشرين من صفرسنة۱۳۰۲ھ ، المتوفّٰى فى الرّابع عشرمن ربيع الأوّل سنة۱۳۷۳ھ (یہ کتاب قاہرہ، مصر میں طبع ہوکرشائع ہوچکی ہے۔)

۲۸۳. " فِقهُ السُّنَن والآثار" تاليف الشّيخ العلّامة الفقيه الأصولى السيّد محمّد عَمِيم الاِحسان المجدّدى البركتى البِهَارى ثمّ الدّاكوِى البنغلاديشى الحنفى ، المولود سنة۱۳۲۹ھ ، المتوفّٰى سنة ۱۳۹۴ھ

۲۸۴. " حديثِ رسول كاقُرآنى معيار " تاليف الشّيخ حكيم الاسلام مولانا قارى محمّد طيّب القاسمى الحنفى ابن مولانا الحافظ محمّد أحمد القاسمى ابن بانى دارالعلوم ديوبند حُجّة الاسلام مولانا محمّد قاسم النّانوتوى رحمهم اللّٰه ، المولود فى بلدة ديوبند ، الهند سنة ۱۳۱۵ھ ، المتوفّٰى بها فى السّادس من شوّال سنة ۱۴۰۳ھ

(یہ ایک عجیب وغریب کتاب ہے جس میں حضرت قاری صاحب موصوف نے علمِ حدیث کی اہمیت وعظمت اوراقسام کاقرآن کریم سے محققانہ ثبوت فراہم کیاہےاوراپنے مخصوص متکلمانہ انداز میں علمِ اُصولِ حدیث کے معروف قواعدوضوابط کوآیاتِ قرآنیہ سے ثابت کیاہے۔)

۲۸۵." مقامِ بخارى" تاليف الشّيخ المحقّق المفسّرالمحدّث العلّامة مولانا شمس الحق الأفغانى الحنفى ابن مولاناغلام حيدر بن مولاناخان عالم بن مولاناسعد اللّٰه ، المولود بِجارسده ، بشاورفى السّابع من رمضان سنة ۱۳۱۸ھ ، المتوفّٰى يوم الثّلثاء ، السّابع من ذى القعدة سنة ۱۴۰۳ھ

(یہ (مقامِ بخاری) حضرت العلامہ افغانی رحمہ اللہ کے مقالات کی دوسری جلد میں ایک اہم مقالہ ہے،جوکہ "مکتبہ شمس الحق افغانی" شاہی بازار، بہاولپور سے طبع ہوکرشائع ہوئے ہیں۔)

۲۸٦. " علوم الحديث " (اُردو) تاليف الشّيخ مولانامحمّد عُبيداللّٰه الأسعدى الحنفى، المفتى والأستاذ بِالجامعة العربيّة الواقعة فى بلدة هتهورا (باندہ) بِالهند ، فَرَغ من تاليفهٖ فى الثّانى عشر من رجب سنة ۱۴۰٦ھ

(یہ اپنے موضوع پراُردوزبان میں تالیف شدہ کتابوں میں سے بہت ہی نفیس کتاب ہے،اوراس پرنظرِثانی محدّثِ کبیرحضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمہ اللہ نے فرمائی ہے۔یہ کتاب "مجلس نشریات اسلام" کراچی سے طبع ہوکرشائع ہوچکی ہے۔)

۲۸۷. " مفهوم الحديث عند أبى حنيفة ومَنهَج الحديث فى المذهب الحنفى" تاليف الشّيخ

الفاضل الباحث الدّكتوراسماعيل حقی أونال ، وھی رسالة دکتوراہ قدّمَها المؤلّف لِجامعة أنقرة ، فی تُرکیا، عام ۱۴۱۱ھ

۴۸۸. " فتنۂ انکارِحدیث " (منکرینِ حدیث کے بارے میں علمائے اُمّت کا متفقہ فتویٰ)تالیف الشّیخ المحدّث الفقیہ مولانا مفتی ولی حسن التّونکی الحنفی ، شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء بِجامعة العلوم الاسلامیّة علّامة بنوری تاؤن کراتشی ، المتوفّٰی لیلة الجمعة ، الثّانی من رمضان المبارک سنة ۱۴۱۵ھ

(عالمِ اسلام کے جن مشاہیر علماء نے اِس فتویٰ پر توقیعات اور دستخط فرمائے ہیں اُن کے اسماء گرامی اِس کتاب میں درج ہیں جن کی تعداد ایک ہزار ستائیس (۱۰۲۷) سے متجاوز ہے۔ یہ کتاب "المعین ٹرسٹ" کراچی کی طرف سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۴۸۹. " النّقد الحدیثی عند الأحناف وأثرہ فی قبول الحدیث ورَدِّہٖ " تالیف الشّیخ الفاضل الباحث عزیز بوجلیب، وھی رسالة ماجستیرقَدّمَها المؤلّف لِجامعة محمّد الخامس، فی الدّارالبیضاء ، فی المغرب ، عام ۱۴۱۵ھ

۴۹۰. " آسان اُصولِ حدیث " تالیف الشّیخ المحدّث الفقیہ مولانا خالد سیف اللّٰہ الرّحمانی الحنفی ، فَرَغَ من تالیفہٖ فی السّادس عشرمن رمضان المبارک سنة ۱۴۱۶ھ

۴۹۱." اِمداد الفتّاح بِاَسانید ومَرْوِیّات الشّیخ عبد الفتّاح " (فی مجلّدٍ کبیر) ثَبَتُ العلّامة المحدّث الفقیہ الأصولی الأدیب المسنِد الشّیخ عبد الفتّاح أبی غُدّة الحَلَبی الحنفی ابن محمّد بن بشیر بن حسن ، المولود بِحَلَب فی السّابع عشرمن رجب سنة ۱۳۳۶ھ ، المتوفّٰی بِالرّیاض قُبیل فجر یوم الأحد ، التّاسع من شوّال سنة ۱۴۱۷ھ ، دفین المدینة المنوّرة

(یہ کتاب حضرت شیخ ابوغُدہ کے تلمیذ محمد بن عبداللہ آلِ رشید کی تخریج وترتیب کردہ ہے اور "مکتبۃ الامام الشافعی" ریاض ،سعودی عرب سے ۱۴۱۹ھ میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۴۹۲. " بہجة الدّرر شرح نزھة النّظر علیٰ نخبة الفکر" (اُردو) تالیف الشّیخ مولانا مفتی محمّد ارشاد القاسمی الحنفی ، أستاذ الحدیث و الافتاء بِالمدرسة ریاض العلوم گورینی ، جونفور ، الھند ، فَرَغَ من تالیفہٖ فی جمادی الأولیٰ سنة ۱۴۱۷ھ (یہ کتاب ہندوستان اور پاکستان دونوں ممالک میں طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۴۹۳. " تفہیم الرّاوی شرح تقریب النّووی " (اُردو) تالیف الشّیخ أبی نجیّ اللّٰہ مولانا فضل اللّٰہ حسّام الدّین الشّامزی الحنفی ، أستاذ الحدیث بِجامعةالعلوم الاسلامیّة الفریدیّة الواقعة فی اسلام آباد ، فَرَغ من تالیفہٖ فی رجب سنة ۱۴۱۹ھ(یہ کتاب "مکتبہ جامعہ فریدیہ" اسلام آباد سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۴۹۴. " اِرشاد أصول الحديث " (اُردو) تاليف الشّيخ مولانا مفتی محمّد ارشاد القاسمی الحنفی ، أستاذ الحديث و الافتاء بِالمدرسة رياض العلوم گورينی ، جونفور ، الهند ، فَرَغ من تاليفهٖ فی ذی الحجّة سنة ۱۴۲۰ ھ (یہ کتاب "زمزم پبلشرز" کراچی سے طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔)

۴۹۵. " المَنهَجُ الأصولی فی العمل بِالحديث عند الحنفيّة وأثره فی الخلاف الفقهی " تاليف الشّيخ الفاضل الباحث الدّكتور واصف عبد الوهّاب داری البكری ، وهی رسالة دكتوراه قَدّمَها المؤلّف لِلجامعة الأردنيّة فی عمّان ، فی الأردن ، عام ۱۴۲۰ ھ

۴۹۶. " الكلام المفيد فی تحرير الأسانيد " ثَبَتُ الشّيخ العلّامة المحدّث الفقيه مولانا عبد الرّشيد النّعمانی الحنفی ، المولود سنة ۱۳۳۳ ھ ، المتوفّٰی فی التّاسع والعشرين من ربيع الثّانی سنة ۱۴۲۰ ھ (یہ کتاب حضرت مولانا نعمانی کے تلمیذ مولانا محمّد روح الامین فرید پوری کی تخریج وترتیب کردہ ہے۔)

۴۹۷. " ما يَنفَعُ النّاس فی شرح قال بعض النّاس " (اُردو) تاليف الشّيخ مولانا أبی عبدالقادر محمّد طاهر الرّحيمی الحنفی ، أستاذ القراءة و الحديث بِالجامعة قاسم العلوم ، ملتان ، المتوفّٰی بِالمدينة المنوّرة فی الخامس و العشرين من جمادی الثّانية سنة ۱۴۲۹ ھ

۴۹۸. " عُمدَةُ المُفهِم فی حَلِّ مقدّمة مسلم " (اُردو) تاليف الشّيخ مولانا أبی عبدالقادر محمّد طاهر الرّحيمی الحنفی ، أستاذ القراءة و الحديث بِالجامعة قاسم العلوم ، ملتان ، المتوفّٰی بِالمدينة المنوّرة فی الخامس و العشرين من جمادی الثّانية سنة ۱۴۲۹ ھ

۴۹۹. " عُمدَةُ النّظر شرح نُخبة الفكر " (اُردو) تاليف الشّيخ مولانا مفتی محمّد طفيل الأتكی الحنفی ، المدرّس و المفتی بِالجامعة الرّحمانيّة الواقعة فی اسلام آباد ، فَرَغ من تاليفهٖ أوّل شوّال سنة ۱۴۳۰ ھ (یہ کتاب "مکتبہ عثمانیہ" راولپنڈی سے طبع ہوکر شائع ہوئی ہے۔)

۵۰۰. " المُوازنة بين مَنهَج الحنفيّة ومَنهَج المحدّثين فی قبول الأحاديث وردّها " (فی مجلّدِكيين) تاليف الشّيخ الفاضل البارع عَدنَان عَلِیّ الخضر، طُبِعَ هذا الكتاب أوّل مرّة فی "مطبعة دار النّوادر" سورية سنة ۱۴۳۱ ھ

اللہ تعالیٰ کے لطف وعنایت سے یہاں تک اُصولِ حدیث کے اِس سلسلۂ مضامین میں حضرات علماء احناف کی پوری پانچ سو (۵۰۰) تالیفاتِ جلیلہ کا تذکرہ قارئین کرام کے سامنے آیا ہے۔ (وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ)

اِس نوع کی جو کچھ باقی ماندہ تالیفات ہیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آئندہ اُن کو بھی شاملِ سلسلۂ ہٰذا کیا جائیگا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

وصَلّى اللّٰه تعالىٰ علىٰ خير خلقهٖ محمّدٍ وّعلىٰ آلهٖ وأصحابهٖ أجمعين.

ترتیب وتدوین: پروفیسر محمد سرور شفقت

علامہ اقبال اور عشق رسول ﷺ

فلسفہ کی گہرائی اور خدا شناسی:

علامہ اقبالؒ کا مدار فکر اور معیار تمدن ہمیشہ اسوہ حسنہ رہا۔ ان کا کاسہ سر علم سے پُر رہا اور کاسہ دل عشق سے معمور رہا، علم وہ نہیں جو سوز دماغ ہے بلکہ وہ جو سوز جگر ہے اور عشق وہ نہیں جو بوالہوسوں کا شعار ہے بلکہ جو یزداں شکار ہے۔ علم سے انہوں نے راستہ معلوم کیا اور عشق سے منزل کو پایا۔ بیکن نے سچ کہا ہے کہ فلسفے کا تھوڑا علم انسان کو خدا سے بیزار اور گہرا علم خدا کا پرستار بنا دیتا ہے اور اقبالؒ بلا شبہ فلسفے کے گہرے عالم تھے وہ اتنی گہرائی میں اتر کر عشق رسول کے موتی چن کر باہر لائے اور انہیں اپنے دامن میں سجا کر پوری دنیا کو دعوت نظارہ دی اور بڑی بلند آہنگی اور خود اعتمادی سے کہا۔ اے منطق و کلام کے متوالو! اس کلام کو پڑھو جو اُمی نبی ﷺ پر اُترا ہے۔ شاید تمہارا کام بن جائے۔ اے افلاطون اور ارسطو کے شیدائیو! ان کی بارگاہ میں پہنچ کر کچھ سیکھو جن کے ہاتھوں نے تختی کو چھوا اور نہ ان کی انگلیوں نے کبھی قلم پکڑا۔ لیکن لوح وقلم کے سارے راز ان پر منکشف ہو گئے۔

(روزنامہ نوائے وقت 21 اپریل 1994ء علامہ اقبال..... جن کا سرمایہ ہستی تھی فقط عشق رسول ﷺ صاحبزادہ خورشید گیلانی)

والدین کی تربیت:

اقبال کو عشق رسول ﷺ اپنے والد سے ورثہ ملا تھا شیخ نور محمد نے جب بھی اقبال کو کچھ سمجھانا ہوتا یا تنبیہ کرنا ہوتی تو وہ قرآن پاک کے حوالے سے یا حضور ﷺ کی سیرت یا تعلیمات کے حوالے سے کرتے۔ علامہ محمد اقبال کے والد محترم شیخ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے عشق مصطفیٰ کی کیفیت کا ایک واقعہ علامہ اقبال کے حوالے سے فقیر سید وحید الدین نے یوں تحریر کیا ہے۔

''مثنوی رموز بے خودی میں علامہ نے اپنے لڑکپن کا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک سائل بھیک مانگتا اور صدا لگاتا ہوا ان کے دروازے پر آیا یہ گدائے مبرم یعنی اڑیل فقیر تھا۔ دروازے سے ٹلنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ اس کے بار بار چیخ چیخ کر صدا لگانے پر علامہ اقبال نے طیش میں آکر اسے مارا۔ علامہ کے والد اس حرکت پر بہت آزردہ اور کبیدہ خاطر ہوئے۔ اور دل گرفتہ ہو کر بیٹے سے کہا کہ قیامت کے دن جب خیر الرسل کی امت سرکار کے حضور جمع ہوگی تو یہ گدائے دردمند تمہارے اس برتاؤ کے خلاف حضور رسالت مآب ﷺ سے فریاد کرے گا''۔

علامہ کے والد ماجد اپنے ریش سفید کا واسطے دے کر بیٹے کو کہتے ہیں کہ مجھے میرے آقا و مولا کے حضور یوں رسوانہ کرو۔ تم چمن محمد ﷺ کی ایک کلی ہو وہی اخلاق اپناؤ جو حضور ﷺ کو پسند ہیں۔ فقیر وحیدالدین لکھتے ہیں کہ شیخ نور محمد علیہ الرحمۃ کے حسن تربیت کا یہ اعجاز تھا کہ جب علامہ اقبال قرآن کی آیت اور حدیث رسول سنتے تھے تو فوراً ''گردن بہ طاعت نہادن'' کی تصویر بن جاتے تھے۔ (روزگار فقیر جلد دوم۔ ص ۱۵۲)

کوہِ اُحد پر لرزہ طاری ہو گیا:

سید نذیر نیازی کی روایت ہے کہ ''ایک مرتبہ ایک صاحب نے علامہ اقبال کے سامنے بڑے اچنبھے کے ساتھ اس حدیث کا ذکر کیا کہ رسول ﷺ اصحاب ثلاثہ کے ساتھ اُحد تشریف رکھتے تھے۔ اتنے میں اُحد لرزنے لگا اور حضور ﷺ نے فرمایا ''ٹھہر جا، تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔ اس پر پہاڑ ساکن ہو گیا''۔ علامہ اقبال نے حدیث سنتے ہی کہا۔ ''اس میں اچنبھے کی کون سی بات ہے؟ میں اس کو استعارہ و مجاز نہیں، بالکل ایک مادی حقیقت سمجھتا ہوں اور میرے نزدیک اس کیلئے کسی تاویل کی حاجت نہیں۔ اگر تم حقائق سے آگاہ ہوتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ ایک نبی کے نیچے مادے کے بڑے سے بڑے تودے بھی لرز اٹھتے ہیں۔ مجازی طور پر نہیں، واقعی لرز اٹھتے ہیں''۔ (اقبال کامل ص ۶۴ اور جوہر اقبال ص ۳۸)

نور بصیرت کا راز:

ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ رسول مقبول ﷺ کا دیدار کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا ''پہلے حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرو اور اپنی زندگی کو اسی میں ڈھالو اور پھر اپنے آپ کو دیکھو۔ یہی ان کا دیدار ہے۔ کسی نے پوچھا کہ آپ کو اتنی بصیرت کیسے حاصل ہوئی۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا کہ اکثر اوقات رسول کریم ﷺ پر درود بھیجتا رہتا ہوں۔ اب تک ایک کروڑ مرتبہ درود شریف کا ورد کیا ہے۔

آپ کے صاحبزادہ ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں کہ میں نے اماں جان کی موت پر بھی انہیں روتے نہیں دیکھا مگر قرآن سنتے وقت یا رسول اکرم ﷺ کا نام زبان پر آتے ہی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ 1933ء میں ایک نوجوان نے حکیم الامت سے اس بارے میں استفسار کیا کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے آنحضرت ﷺ جب چلتے تھے تو درخت تعظیم سے جھک جاتے۔ اس کا کیا مفہوم ہے؟ کیونکہ یہ بات ماورائے فطرت معلوم ہوتی ہے۔ علامہ اقبال نے جواب دیا کہ تمہارا ذہن مختلف راستے پر منتقل ہو گیا ہے۔ تم الجھ کر رہ گئے ہو۔ قدرت کے مظاہرے اور درختوں کے جھکنے میں بھائی یہ واقعہ حضرت عمرؓ کا عشق بتاتا ہے۔ کہ ان کی آنکھ یہ دیکھتی ہے ''اگر تمہیں عمرؓ کی آنکھ نصیب ہو تو تم بھی دیکھو گے کہ دنیا ان کے سامنے جھک رہی ہے''۔

(ماہنامہ فکر و نظر مارچ 1979ء رسالت مآب اور اقبال ۔۔۔۔۔۔۔ رحیم بخش شاہین)

مَا تُرا جُوئیم وتُو از دِیدہ دُور نَے غلط، مَا کورو تُو اندر حُضُور ؟؟(علامہ اقبال)

ہم آپ کو ڈھونڈتے ہیں اور آپ ہماری آنکھوں سے دور ہیں

نہیں یہ بات نہیں، آپ سامنے ہیں، مگر ہم اندھے ہیں

برکات کانزول:

علامہ اقبالؒ سید غلام میراں شاہ کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں۔

''خدا تعالیٰ! آپ کو اس امر کی توفیق دے کہ آپ اپنی قوت، ہمت، اثر و رسوخ اور دولت وعظمت کو حقائق اسلام کی نشرو اشاعت میں صرف کریں''۔

ان کو ایک اور خط میں لکھتے ہیں:

''میں آپ کے وجود کو غنیمت سمجھتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا اخلاص اور وہ محبت جو آپ کو حضور رسالت مآب ﷺ سے ہے آپ کے خاندان پر بہت بڑی برکات کے نزول کا باعث ہو گی''۔

اسم اعظم:

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اسلام کی خدمت وہی کر سکتا ہے جو عشق محمد ﷺ سے سرشار ہو اور جس کو حضور ﷺ کی ذات اور تعلیمات پر پورا پورا یقین ہو۔ شیخ اعجاز احمد (علامہ اقبال کے بھتیجے) کہتے ہیں کہ مجھے میری پھوپھی (ہمشیرہ اقبال) نے بتایا کہ میاں جی کو اسم اعظم معلوم ہے اور انہوں نے اسے اقبال کو بتا دیا ہے۔ علامہ اقبال لاہور سے سیالکوٹ تشریف لائے تو ایک روز اعجاز صاحب نے ان کے پاؤں دباتے ہوئے پوچھا۔ میں نے سنا ہے کہ میاں جی نے آپکو اسم اعظم بتا دیا ہے۔ فرمایا یہ بات تم میاں جی سے ہی پوچھنا۔ چنانچہ ایک دن اعجاز صاحب نے میاں جی سے اسم اعظم کے بارے میں دریافت کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مشکلوں کو آسان کرتی ہے۔ اس لئے دعا ہی اعظم ہے۔ پھر فرمایا قرآن کریم میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی اچھی صفات ہیں جس کے ذریعے سے اس سے دعائیں کرنی چاہیں۔ مثلاً صحت کیلئے یا شافی، رزق کیلئے یا رازق۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دوسرے صفائی نام پکارنے سے مشکلیں حل ہوتی ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ الفاظ صرف زبان سے ہی نہیں دل سے بھی نکلیں اور دل اللہ تعالیٰ کی صفت پر یقین بھی رکھتا ہو۔ اس کے بعد کہا کہ قبولیت دعا کیلئے ایک نسخہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہر دعا سے پہلے اور بعد حضور سرور کائنات ﷺ پر درود بھجیں۔ کیونکہ درود سے بڑھ کر اور کوئی اسم اعظم نہیں اور تمہارے چچا کو میں نے اسی ''اسم اعظم'' کی تلقین کی ہے۔ (ماہنامہ کوثر نومبر 1988ء اقبال کیسے بنتا ہے۔ ص 14-13)

رضائے خدا اور رضائے محمد ﷺ:

''غالباً 1929ء کا واقعہ ہے کہ انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کا سالانہ جلسہ تھا۔ علامہ اقبال اس جلسے کے صدر

تھے۔ جلسے میں کسی خوش الحان نعت خواں نے مولانا احمد رضا صاحب کی ایک نظم شروع کر دی۔ ایک مصرعہ یہ تھا۔

رضائے خدا اور رضائے محمد ﷺ

نظم کے بعد علامہ محمد اقبال اپنی صدارتی تقریر کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے اور تجالاً ذیل کے دو شعر ارشاد فرمائے۔

تماشہ تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش — لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ

تعجب تو یہ ہے کہ فردوس اعلیٰ — بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ

(نوادر اقبال۔ سرسید بک ڈپو علی گڑھ۔ ص ۲۵) (بحوالہ راجا رشید محمود اقبال و احمد رضا 1977ء ص ۳۳)

قیمتی آنسو:

ڈاکٹر محمد اقبالؒ کی زندگی کا سب سے زیادہ، ممتاز، محبوب اور قابل قدر وصف جذبہ عشق رسول ﷺ ہے۔ اس کا اظہار ان کی چشم نمناک اور دیدہ تر سے ہوتا تھا کہ جہاں کسی نے حضور ﷺ کا نام نامی ان کے سامنے لیا۔ ان پر جذبات کی شدت اور رقت طاری ہو جاتی تھی اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ کا نام آتے یا آپ ﷺ کا ذکر چھڑتے ہی علامہ اقبالؒ پر وارفتگی طاری ہو جاتی۔ رسول کریم ﷺ کی محبت میں علامہ اقبالؒ کے احباب نے انہیں بارہا آنسو بہاتے دیکھا تھا۔ فقیر سید وحید الدین لکھتے ہیں کہ ”میں نے ڈاکٹر صاحب کی صحبتوں میں عشق رسول ﷺ کے جو مناظر دیکھے ہیں ان کا لفظوں میں پوری طرح اظہار بہت مشکل ہے۔ وہ کیفیتیں بس محسوس کرنے کی تھیں۔ (فقیر سید وحید الدین، روزگار فقیر جلد اول ص 94)

مولانا عبدالرحمٰن صاحب، جامعہ اشرفیہ لاہور نے ایک بار محفل درود شریف کے بعد بیان فرمایا کہ ایک صاحب حضرت علامہ اقبالؒ کے پاس حج کے بعد ملاقات کیلئے آئے۔ حضرت نے اس سے سفر حرمین شریفین کے بارے میں گفتگو کی اور پوچھا روضہ رسول کریم ﷺ پر بھی حاضری دی تھی۔ اس آدمی نے کہا جی! حضرت پر یکدم رقت طاری ہو گئی اور اس آدمی سے کہا کہ تمہارے پاؤں آنحضور اکرم ﷺ کے در سے ہو کر آئے ہیں۔ انہیں میرے چہرے پر پھیر دو۔ وہ آدمی یہ سنکر گھبرا گیا۔ تمام حاضرین مجلس زار و قطار رونے لگے۔ حضرت علامہ اقبالؒ کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔

چشم نمناک:

فقیر صاحب لکھتے ہیں کہ ”ڈاکٹر صاحب کا دل عشق رسول ﷺ نے گداز کر رکھا تھا۔ زندگی کے آخری زمانے میں تو یہ کیفیت اس انتہا کو پہنچ گئی تھی کہ ہچکی بندھ جاتی تھی۔ آواز بھرا جاتی تھی اور وہ کئی کئی منٹ مکمل سکوت اختیار کر لیتے تھے تاکہ اپنے جذبات پر قابو پا سکیں اور گفتگو جاری رکھ سکیں“ (فقیر سید وحید الدین، روزگار فقیر جلد اول ص 94)

آنسوؤں کی زبانی:

فقیر سید وحید الدینؒ لکھتے ہیں:

''جب ڈاکٹر صاحب راؤنڈ ٹیبل کانفرنس سے واپس آئے تو والد صاحب مرحوم ان سے ملنے گئے۔ بڑی مدت بعد ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی تھی اس لئے بڑے تپاک سے ملے اور ڈاکٹر صاحب سے ان کے سفر کے تجربات کے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ والد صاحب مرحوم نے اثنائے گفتگو کہا ''اقبال! اگر تم یورپ ہو آئے۔ مصر اور فلسطین کی بھی سیر کی تو کیا اچھا ہوتا کہ واپسی پر روضہ اطہر کی زیارت سے بھی آنکھیں نورانی کر لیتے''۔ یہ سنتے ہی ڈاکٹر صاحب کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ چہرے پر زردی چھا گئی اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ چند لمحے تک یہی کیفیت رہی۔ پھر کہنے لگے فقیر! میں کس منہ سے روضہ اطہر پر حاضر ہوتا''۔

مرزا جلال الدین بیرسٹر کہتے ہیں:

''حضرت علامہؒ کی طبیعت کا یہ سوز و گداز عمر کیساتھ ساتھ بڑھتا گیا اور عشق رسول ﷺ میں انکی سرشاری اور استغراق کے درجے پر جا پہنچا۔ آخر میں تو یہ حال ہو گیا تھا کہ ذرا حضور ﷺ کا نام کسی کی زبان پر آیا اور آپکی آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ اسی طرح آپ کو فریضہ حج کی ادائیگی اور روضہ مبارک کی زیارت کی شدید آرزو تھی جو وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی جاتی تھی۔ آخر زمانے میں بیماریوں اور ضعف کی وجہ سے چلنا پھرنا مشکل ہو گیا تھا۔ مگر اس وقت بھی یہی لگن تھی کہ شاید طاقت عود کر آئے اور مجھے یہ مقدس سفر نصیب ہو جائے''۔ (جلال الدین بیرسٹر ملفوظات اقبال)

عید میلاد النبی ﷺ:

1926ء میں لاہور میں عید میلاد النبی ﷺ کے جلسے کی صدارت کرتے ہوئے علامہ اقبال نے جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رکھنے کے تین طریقے بتائے۔ پہلا طریقہ درود سلام ہے، جو مسلمان کی زندگی کا جزو لاینفک ہے۔ دوسرا طریق اجتماعی ہے کہ مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں اور کوئی حضور آقائے دو جہاں ﷺ کے سوانح حیات بیان کرے اور تیسرا طریقہ اگرچہ مشکل ہے لیکن بہرحال اس کا بیان کرنا نہایت ضروری ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ یادِ رسول اس کثرت اور ایسے انداز میں کی جائے کہ انسان کا قلب نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر ہو جائے یعنی آج سے تیر سو سال پہلے جو کیفیت حضور سرور کائنات ﷺ کے وجود مقدس سے ہویدا تھی۔ وہ آج ہمارے قلوب کے اندر پیدا ہو جائے''۔ (آثار اقبال مرتبہ غلام دستگیر رشید۔ ص306 ماہنامہ صوفی منڈی بہاء الدین۔ اکتوبر 1926ء)

(بحوالہ راجا رشید محمود اقبال واحمد رضا ص 61-60)

معراج النبی ﷺ:

لیفٹیننٹ کرنل خواجہ عبدالرشید اپنے مضمون ''علامہ اقبال کا تصور انسان کامل'' میں کہتے ہیں:

موسیٰ زہوش رفت بیک جلوۂ صفات   تو عین ذات می نگری در تبسمی

اس شعر میں ''صفات'' اور ''ذات'' کے الفاظ غور طلب ہیں۔ یہ کیا مقام تھا کہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور سرور

کونین محمد رسول اللہ ﷺ سے فرمایا کہ آ میرے محبوب! میں تجھے اپنا آپ دکھاؤں۔ جہاں رسول کریم ﷺ کو دیگر انبیاء پر بہت سے فضیلتیں ہیں وہاں یہ دو سب سے اہم ہیں۔☆ خاتمیت ☆ معراج

(بصیر کراچی۔ عید میلاد النبی ایڈیشن مئی 1972ء ص 39) اور آخرت میں مقام محمود اور شفاعتِ کبریٰ (مرتب)

نبوت کے اجزاء:

سید نذیر نیازی کے نام خط میں انہوں نے لکھا:

"ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوت کے موجود ہیں۔ یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل۔ مسلیمہ کذاب کو اسی بنا پر قتل کیا گیا تھا"۔ (انوار اقبال مرتبہ بشیر احمد ڈار۔ ص 46-45)

نزول اشعار:

فقیر سید وحید الدین نے آپ سے پوچھا کہ شعر کسے کہتے ہیں تو علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

"ایک مرتبہ فارمن کرسچن کالج لاہور کا سالانہ اجلاس ہو رہا تھا۔ کالج کے پرنسپل ڈاکٹر لوکس نے مجھے بھی اس میں شرکت کی دعوت دی۔ اجلاس کا پروگرام ختم ہونے کے بعد چائے کا بندوبست کیا گیا۔ ہم لوگ چائے پینے بیٹھے تو ڈاکٹر لوکس میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ چائے پی کر چلے مت جانا مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ ہم لوگ چائے پی چکے تو ڈاکٹر لوکس آ گئے اور مجھے اپنے ساتھ ایک گوشے میں لے گئے اور کہنے لگے۔ "اقبالؒ مجھے بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر پر قرآن کریم کا مفہوم نازل ہوا تھا اور چونکہ انہیں صرف عربی زبان آتی تھی۔ انہوں نے قرآن کریم عربی زبان میں منتقل کر دیا۔ یا یہ عبارت ہی اسی طرح اتری تھی۔ میں نے کہا یہ عبارت ہی اتری تھی۔ ڈاکٹر لوکس نے حیران ہو کر کہا کہ اقبال تم جیسا پڑھا لکھا انسان اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ عبارت ہی اس طرح اتری تھی۔ "میں نے کہا" ڈاکٹر لوکس! بلکہ میرا تجربہ ہے مجھ پر شعر پورا اترتا ہے تو پیغمبر پر عبارت پوری کیوں نہیں اتری ہو گی"۔ (فقیر سید وحید الدین، روزگار فقیر جلد اول ص 38)

نعتیہ اشعار بقائے دوام:

شاعر مشرق کو حضور ﷺ سے غیر معمولی وابستگی کا ثمر یوں عطا ہوا کہ ان کے نعتیہ اشعار بقائے دوام حاصل کر گئے۔ زمانہ صدیوں کی مسافتیں طے کرتا رہے گا مگر اقبالؒ کے نعتیہ کلام کی تب و تاب میں کمی رونما نہیں ہو گی۔ بلکہ ہر آنے والا دور اس سے فیض یاب ہوتے ہوئے فخر محسوس کیا کرے گا۔ مروجہ اسلوب میں باقاعدہ نعت گوئی نہ کرنے کے باوجود بھی علامہ اقبالؒ توصیف مصطفیٰ ﷺ میں اتنا کچھ کہہ گئے ہیں کہ زمانے بھر کے نعتیہ دواوین سے ان کے نعتیہ اشعار کا مقام و مرتبہ اولیٰ تر ہے۔ کیونکہ انہوں نے کوئی بھی نعتیہ کلام نعت برائے نعت کے حوالے سے نہیں

لکھا۔ بلکہ ان کی نعت مفاہیم و مضامین کا عزم بے کنار اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ نئے سے نیا پیغام۔ نئی سے نئی تجلی۔ غرض یہ کہ تجلیات نعت کی فراوانی نے ان کی نعت کو عالمگیریت عطا کر دی ہے۔

(پروفیسر محمد اکرم رضا، علامہ اقبالؒ گلزار نعت میں، کاروانِ نعت میں 163)

دیدار نبی ﷺ:

حضور نبی کریم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہونے کی علامہ محمد اقبالؒ نے بہت عمدہ اور دلچسپ تفسیر و توجیہ کی ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ اتباع رسول اور تقلید نبوی میں ڈوب جانے کا نام ہی دیدارِ رسول ہے۔ دنیا میں ایسے زندگی بسر کرو جیسے رسول پاک ﷺ کا اسوہ حسنہ تم کو تلقین کرتا ہے اگر تم ایسا کرو گے تو تم کو جن و انس سب میں مقبولیت حاصل ہو جائیگی۔ آپکی سنت کی پیروی میں ڈوب کر خود شناسی حاصل کرو۔ یہی آپ کا دیدار ہے۔

(اقبال اور محبت رسول، ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی)

روئے تو ایمان من قرآن من جلوۂ داری دریغ از جان من

علامہ اقبالؒ

آپ کا چہرہ ہی میرا ایمان اور میرا قرآن ہے

آپ اپنے دیار سے مجھے کیوں محروم رکھتے ہیں؟

ختم نبوت:

ختم نبوت کے عقیدے پر گفتگو میں انہوں نے فرمایا کہ ''ختم نبوت کے عقیدے کی ثقافتی قدر و قیمت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ کیلئے اعلان فرما دیا کہ آئندہ کسی انسان کے ذہن پر کسی انسان کی حکومت نہیں ہوگی۔ میرے بعد کوئی شخص دوسروں سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری بات کو بلا چوں و چرا تسلیم کر لو۔ ختم نبوت ایسا عقیدہ ہے جس کی بدولت انسانی علم کے دائرے کو وسعت نصیب ہوگئی۔ (ملفوظاتِ اقبال، یوسف سلیم چشتی)

جواب شکوہ:

شمع رسالت کے اس پروانے نے بارگاہ الٰہی میں جب شکوہ پیش کیا اور مسلمان کی حالتِ زار کی نشان دہی کی تو کس عقیدت اور محبت سے مقام رسول کو خدا کی جانب سے بطور ''جواب شکوہ'' متعین کیا:

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(ماہنامہ کاروان قمر مارچ 2010ص25)

فیضان رسالت: علامہ اقبال خطبات میں فرماتے ہیں:

''پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات گرامی کی حیثیت دنیائے قدیم و جدید کے درمیان ایک واسطہ کی ہے۔ باعتبار اپنے سرچشمہ وحی کے آپ کا تعلق دنیائے قدیم سے ہے، لیکن باعتبار اس کی روح کے دنیائے جدید سے۔ یہ آپ ہی کا

وجود ہے کہ زندگی پر علم وحکمت کے وہ تازہ سرچشمے منکشف ہوئے جو اسکے آئندہ رخ کے عین مطابق تھے''

''میرا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ زندہ ہیں اور اس زمانے کے لوگ بھی اسی طرح مستفیض ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ کے زمانے میں ہوا کرتے تھے''۔(ماہنامہ کاروان قمر مارچ 2010ء ص 24)

مقام حضرت بلالؓ:

یہ سب عزت وعظمت عشق نبی کے صدقے میں ان کو حاصل ہوئی تھی اور دنیا میں روزانہ پانچ وقت اذان کی آواز بلند ہوتی ہے۔حضرت بلالؓ جنتی ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو آپ کو جنت میں ایک طرف سے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی تو محسن اعظم نے حضرت جبرائیلؑ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو جواب آیا کہ یہ آپ کے مؤذن حضرت بلالؓ ہیں، سبحان اللہ! (ذکر رسول ﷺ، ڈاکٹر حمید یزدانی)

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

روحانی غذا:

1931ء میں بیرون موچی دروازہ میلاد النبی ﷺ پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا تقریر مولانا سید احمد سعید کاظمی کی اور صدارت حضرت علامہ اقبالؒ کی تھی۔اس جلسہ کی کیفیت اور حضرت علامہؒ کے عشق رسول کریم ﷺ کی کہانی مولانا کاظمی کی زبانی سنئے فرماتے ہیں:

''علامہ اقبالؒ کے دل میں حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مقدس کی عظمت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ یہ حسن اتفاق تھا کہ 1931ء ''دارالعلوم نعمانیہ لاہور'' کے مدرس کی حیثیت سے میں ایک جلسہ میلاد النبی ﷺ میں شرکت کیلئے گیا۔اس جلسہ کا اہتمام بیرون موچی دروازہ کیا گیا تھا۔علامہ محمد اقبالؒ کا تعارف مجھ سے کرایا گیا، میں نے 'محمد رسول اللہ ﷺ پر سیر حاصل تقریر کی۔

دوران جلسہ وہ اس قدر روئے کہ ہر دیکھنے والا یہ محسوس کر رہا تھا کہ علامہ اقبالؒ نبی کریم ﷺ کی محبت میں مخمور تھے۔ جلسے کے اختتام پر انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں آج روحانی غذا میسر کی ہے۔علامہ اقبالؒ ذی علم تو تھے مگر حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مقدس کی عظمت ان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ ایک سچے مسلمان تھے۔ان کی شاعری میں خالصتاً اسلام کا رنگ جھلکتا تھا۔

(روزنامہ امروز 24 فروری 1982ء مضمون سید محمد عبداللہ قادری بحوالہ ماہنامہ جہان رضا اپریل 2010ء)

اتباع:

اسی طرح ''اسرار خودی'' میں عشق رسول کے سلسلے میں انہوں نے بایزید بسطامیؒ کے بارے میں لکھا ہے

کہ وہ سنت کے بے حد پابند تھے اور انہوں نے خربوزہ صرف اس لئے نہ کھایا کہ انہیں معلوم نہ ہو سکا کہ آنحضرت ﷺ اس پھل کو کبھی کھایا یا نہیں اور اگر کھایا تو کس طرح۔ یہ بات یاد رہے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے علاقہ "بسطام" میں خربوزہ بڑی وافر مقدار میں ہوتا ہے۔ کامل بسطام در تقلید فرد اجتناب از خوردن خربوزہ کرد

(ماہنامہ کاروان قمر مارچ 2010ء)

بسطام کا مرد کامل نسبت رسول میں بے مثال تھا حتی کہ اتباع رسول مقبول ﷺ میں خربوزہ کھانے سے اجتناب کرتا تھا۔

گل صد برگ: ڈاکٹر صاحب "اسرار و رموز" میں فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی مثال گل صد برگ کی سی ہے کہ گو اس میں سو پنکھڑیاں ہیں مگر سب ایک اصل سے وابستہ ہیں اور میں تمہیں کیا بتاؤں کہ آپ کی محبت کیا چیز ہے۔ یہ محبت تو وہ ہے جو بے جان چیزوں کو بھی آپ کیلئے بے قرار رکھتی ہے۔ چنانچہ منبر کی خشک لکڑی بھی آپ کی جدائی میں ایسے زار و قطار اور بلند آواز سے روئی تھی کہ سننے والے ششدر رہ گئے۔ مسلمانوں کا وجود آپ کے جلوؤں سے روشن ہے اور آپ کے قدموں کی خاک ایسی مقدس اور بلند رتبہ ہے کہ اس سے طور جنم لیتے ہیں۔ سبحان اللہ خاک طیبہ! یہاں کی خاک دونوں عالم سے بہتر اور بڑھ کر ہے۔

مٹی صاحب ایمان: آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے جسم میں استعمال ہونے والی خاک کو اس شہر مدینہ (مدینہ منورہ) کی خاک کا وہ حصہ ہونے کا شرف حاصل ہے جہاں میری آخری آرام گاہ ہے اور اسی طرح آپ ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا جس اللہ کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے اس کی قسم مدینہ منورہ کی مٹی بھی صاحب ایمان ہے"۔

چنانچہ علامہ اقبال نے بھی خوب فرمایا (نقش سیر نمبر ۹)

خاک طیبہ از دو عالم خوش تر است　　　اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

ترجمہ: طیبہ کی خاک دونوں جہانوں سے بہتر ہے۔ اے (دل کی) ٹھنڈک شہر کہ وہاں محبوب ہے۔

زندہ واپس نہیں آئیں گے:

میر غلام بھیک نیرنگ تحریر فرماتے ہیں: "اقبال کا قلبی تعلق حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات قدسی صفات سے اس قدر نازک تھا کہ حضور ﷺ کا ذکر آتے ہی انکی حالت دگرگوں ہو جاتی تھی۔ اگرچہ وہ فوراً ضبط کر لیتے تھے۔ چونکہ میں بارہا ان کی یہ کیفیت دیکھ چکا تھا۔ اس لئے میں نے ان کے سامنے کچھ نہیں کہا: مگر خاص لوگوں سے بطور راز ضرور کہا کہ یہ اگر حضور پاک ﷺ کے مرقد پر حاضر ہوں گے تو زندہ واپس نہیں آئیں گے۔ وہیں جاں بحق ہو جائیں گے۔ میرا اندازہ یہی تھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے"۔ (سید عبدالرشید فاضل، اقبال اور عشق رسالت مآب ﷺ ص 52-51)

آخری خواہش: "چراغ سحری بجھا چاہتا ہوں۔ تمنا ہے کہ مرنے سے پہلے قرآن حکیم سے متعلق اپنے افکار قلمبند کر جاؤں۔ جو تھوڑی سی ہمت و طاقت ابھی مجھ میں باقی ہے اسے اسی خدمت کیلئے وقف کرنا چاہتا ہوں

تا کہ قیامت کے دن آپ کے جدامجد (حضور نبی کریم ﷺ) کی زیارت مجھے اس اطمینان خاطر کے ساتھ میسر ہو کر اس عظیم الشان دین کی جو حضور ﷺ نے ہم تک پہنچایا کوئی خدمت بجالایا"۔ وہ عشق رسول ﷺ کے تقاضوں سے اچھی طرح واقف تھے وہ اس دین کی خدمت بجالانے کو حضور ﷺ کا وسیلہ سمجھتے تھے۔

تو اے مولا طیبہ آپ میری چارہ سازی کر
میری دانش ہے افرنگی، میرا ایمان ہے زناری

آخری عمر میں انکا حال یہ تھا کہ وہ قرآن حکیم اور مثنوی مولانا رومؒ کے علاوہ ہر قسم کا مطالعہ چھوڑ بیٹھے تھے۔ حکیم محمد حسن عرشی کے نام لکھتے ہیں، "آپ اسلام اور اس کے حقائق کے لذت آشنا ہیں مثنوی رومی کے پڑھنے سے اگر قلب میں گرمی شوق پیدا ہو جائے تو اور کیا چاہیے۔ شوق خود مرشد ہے۔ میں ایک مدت سے مطالعہ کتب ترک کر چکا ہوں۔ اگر کبھی کچھ پڑھتا ہوں تو صرف قرآن یا مثنوی رومی" (ماہنامہ فکر و نظر اسلام آباد اپریل 1986ء اقبال کے خطوط کے چند نظریاتی پہلو)

یم عشق کشتی من یم عشق ساحل من — نہ غم سفینہ دارم نہ سر کرانہ دارم
شررے فشاں ولیکن شررے کہ وانسوزہ — کہ ہنوز نو نیازم غم آشیانہ دارم

علامہ اقبالؒ

دریائے عشق ہی میری کشتی ہے، دریائے عشق ہی میرا ساحل ہے
نہ مجھے سفینے کا غم ہے اور نہ ہی کنارے کی خواہش ہے مجھے پر اپنی
محبت کی چنگاری ڈالیے، مگر ایسی نہیں جو مجھے بالکل ہی جلا دے
میں نو نیازِ عشق ہوں، میرے اندر ابھی تک آشیانے سے وابستگی باقی ہے

خوشنودی رسول ﷺ:

1931ء میں علامہ اقبال دوسری گول میز کانفرنس میں شرکت کیلئے لندن گئے تو راستہ میں اسکندریہ (مصر) رکے جہاں مصر کے دیگر علماء شخصیات کے ساتھ سید محمد قاضی ابوالعزام نے استقبال کیا اور پھر شام کو اپنے صاحبزادوں کے ساتھ علامہ کی قیام گاہ پر ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ علامہ نے کہا: میں خود زیارت کیلئے حاضر ہو جاتا، آپ کیوں تشریف لائے؟ قاضی ابوالعزم نے کہا کہ خواجہ دو جہاں کا ارشاد ہے: جس نے دین سے تمسک کیا اس کی زیارت کو جاؤ گے تو مجھے خوشی ہوگی لہٰذا ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق چلا آیا ہوں کہ میرے آقا خوش ہوں۔ علامہ نے سنا تو بے تاب ہو گئے اور انہیں ایک چپ سی لگ گئی۔ سید قاضی ابوالعزم نصیحتیں کرتے رہے اور علامہ سنتے رہے۔ جب وہ واپس ہوئے تو علامہ دیر تک روئے اور فرمایا: ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ لوگ مجھ جیسے گنہگار کو متمسک بالدین جان کر خواجہ دو جہاں ﷺ کے ارشاد کی اتباع میں حضور ﷺ کی خوشنودی کیلئے ملنے آتے ہیں۔ اتنا کہہ کر پھر روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔

(ماہنامہ کاروان قمر مارچ 2010ء ص 33)

حج بیت اللہ کی آرزو: علامہ اقبالؒ کو روضہ رسول کی زیارت کا بے حد شوق تھا۔ ان ہی کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔ ”حج بیت اللہ کی آرزو تو گزشتہ دو تین برس سے میرے دل میں ہے۔ خدا تعالیٰ ہر پہلو سے استطاعت عطا فرمائے تو مزید برکت کا باعث ہو چند روز ہوئے سر اکبر حیدری وزیر اعظم حیدر آباد کا خط مجھے ولایت سے آیا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ حج بیت اللہ تمہاری معیت میں نصیب ہو تو بڑی خوشی کی بات ہے لیکن درویشوں کے قافلے میں جو لذت و راحت ہے وہ امیروں کی معیت میں کیونکہ نصیب ہو سکتی ہے“۔

وفات سے ایک سال پہلے بھی ان کے دل میں یہ خواہش موجزن تھی۔ سر راس مسعود کے نام جوان کے جگری دوست تھے لکھتے ہیں:

”امسال دربار حضور ﷺ میں حاضری کا قصد تھا۔ مگر بعض موانع پیش آ گئے۔ انشاء اللہ امید ہے کہ سال (آئندہ) حج بھی کروں گا اور دربار رسالت میں بھی حاضری دوں گا۔ اور وہاں سے ایسا تحفہ لاؤں گا کہ مسلمانان ہند یاد رکھیں گے“۔ (10 جنوری 1937ء) (ماہنامہ فکر ونظر اسلام آباد 1986ء اقبال کے خطوط کے چند نظریاتی پہلو کیپٹن محمد حامد)

مرد مومن: سلطان دو عالم ﷺ سے غیر معمولی محبت اور عشق و عقیدت نے انہیں تاریخ اسلام کا مرد مومن بنا دیا۔ وہ مرد مومن کہ جس کی عظمتوں کو وقت آخر انہوں نے یوں سلام کیا تھا:

نشانِ مرد مومن با تو گویم　　　چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

اور پھر اقبالؒ کی وہ رباعی جو انہوں نے اپنے وصال سے چند منٹ بیشتر کہی۔ یہ وہ وقت تھا کہ سانس بھی رُک رُک کر چل رہا تھا۔ بعض اوقات آنکھوں کے اشارے اور ہاتھ کی جنبش سے کچھ سمجھاتے تھے۔

راجہ حسن اختر صاحب کا بیان ہے کہ علامہ مرحوم نے انتقال سے تقریباً دس منٹ قبل اپنا حسب ذیل قطعہ کہہ کر وقت آجانے کا اعلان کر دیا تھا:

سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید؟　　　نسیمے از حجاز آید کہ ناید

سر آمد روزگارے ایں فقیرے　　　دگر دانائے راز آید کہ ناید

(پروفیسر محمد اکرم رضا، علامہ محمد اقبال گلزار نعت میں، کاروان نعت ص 163)

ترجمہ: سرزمین حجاز سے آنے والی خوبصورت اور زندگی بخش ہوا کے جھونکے ختم ہونے کو ہیں اور کوئی نہیں کہ سکتا کہ آئندہ اس طرح کی ٹھنڈی اور فرحت افزاء ہوا چلے گی یا نہیں۔ ایک مرد حق آگاہ کی زندگی کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے اس قدر دور اندیش انسان مسلمانوں میں پھر کبھی پیدا ہو گا یا نہیں۔

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

مُورمُون چرچ اور ایک سے زائد شادیوں کا عمل
(ایک تحقیقی جائزہ)

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ایک سے زائد شادیوں کا آغاز مورمون چرچ (Mormon Church) سے وابستہ (Latter day Saint) تحریک کے بعد شروع ہوا۔اس تحریک کے بانی Up State N.Y کے Joseph Smith تھے' جنھوں نے ۱۸۳۴ء میں اس تحریک کی بنیاد ڈالی۔۱۸۸۴ء میں اس کے ماننے والے اسے ریاست یوتھا(Utha) تک لے گئے۔۱۸۹۰ء تک اعلانیہ اس پر عمل ہوتا رہا مگر اسی دوران یوتھا کو ریاست کا درجہ دلوانے کے لئے LDS نے ایک سے زائد شادیوں کے عمل یعنی (Polygamy) سے لاتعلقی ظاہر کردی۔۱۹۶۲ء میں امریکی کانگریس نے Memil Anty Bigamy Act کی منظوری دی' جس کے تحت ایک سے زائد شادیوں کو امریکہ کی تمام ریاستوں میں غیر قانونی قرار دے دیا گیا ہے۔لیٹر ڈے تحریک کا موقف تھا کہ اس قسم کے قوانین امریکی آئین کے قطعی منافی ہے جو ہر قومیت کو مذہبی اور شخصی آزادی کی اجازت دیتا ہے اس ضمن میں یو ایس سپریم کورٹ کی ایک رولنگ بھی قابل ذکر ہے۔جس کے قانونی اصول کے مطابق ہر کسی کو تحفظ حاصل ہے کیونکہ حکومت کسی کے مذہبی عقائد میں مداخلت نہیں کرسکتی۔۱۸۹۰ء میں لیٹر ڈے تحریک کے منشور میں ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دی گئی۔امریکہ کی چار ریاستوں یوتھا' روڈھا' مونٹینا اور اریزونا میں تیس سے چالیس ہزار افراد ایک سے زائد شادیوں کی پریکٹس میں مصروف ہیں۔اگرچہ امریکہ میں ایک سے زائد شادی خلاف قانون ہے۔تاہم اب تک اس پر عمل کرنے والوں کو سزائیں نہیں دی گئیں کیونکہ اس قسم کے کیسز میں سزا کے لئے مختلف پہلوؤں آبروریزی' کم عمر لڑکیوں سے جنسی عمل' ناحق سماجی فوائد حاصل کرنا' ٹیکس چوری وغیرہ جیسے جرائم ثابت کئے جانے ضروری ہیں۔

مورمون عقائد پر عمل پیرا افراد کے خلاف مقدمات ضرور قائم ہوتے ہیں' تحقیقات بھی ہوتی ہیں تاہم سزا پر عمل درآمد اب تک حقیقت کا روپ نہیں دھار سکا۔مورمون کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اگرچہ اس عقیدہ سے وابستہ ایک بڑا طبقہ ایک سے زائد شادیوں کے خلاف ہے' تاہم دیگر ایشوز جن میں طلاق' شادی سے ماورا تعلقات اور شراب نوشی شامل ہیں مورمون عقیدے سے وابستہ لوگ ایک واضح نکتہ نظر رکھتے ہیں۔

ایک سروے کے مطابق صرف ۲۵٪ فیصد لوگ اخلاقی طور پر طلاق کی حمایت کرتے ہیں' طلاق کی حمایت کرنے والوں کی شرح دیگر امریکیوں سے کم ہے اسی طرح مورمنز کی واضح اکثریت شراب نوشی اور ماورائے شادی تعلقات کو غیر اخلاقی سمجھتے ہیں۔ مورمن امریکی یعنی ایک سے زائد شادی کا عقیدہ رکھنے والوں کا ایک نکتہ انتہائی قابل اعتراض ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض مورمن مرد دو بہنوں کو بیک وقت اپنی زوجیت میں رکھنے کو برا تصور نہیں کرتے۔

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ امریکہ کی بعض ریاستوں میں ایک سے زائد شادی کے حامیوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مورمون ایک سے زائد شادی کے حامی ہیں لیکن امریکہ میں ایک سے زائد شادی کا عمل Polyemy کی تمام پچاس ریاستوں میں قانوناً ممانعت ہے' اسلام وہ مذہب ہے جو ایک سے زائد شادی کی عمل کی مکمل توثیق کرتا ہے اور اس کی اجازت بھی دیتا ہے لیکن چونکہ امریکہ میں ایک سے زائد شادیاں کرنے والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے اس لئے اس کو پذیرائی حاصل نہیں ہے۔ چار ریاستوں میں تقریباً چالیس ہزار کے قریب لوگ اس پریکٹس میں ہیں لیکن یہ لوگ علی الاعلان اس بات کا اظہار نہیں کرتے کہ ان کی ایک سے زائد بیگمات ہیں۔

جس طرح امریکہ بھر میں ہم جنس پرست جوڑے اعلانیہ اور فخریہ انتہائی ڈھٹائی اور بے غیرتی و بے حیائی کے ساتھ ہم جنس سے اپنے تعلقات اور غیر فطری عمل کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ ایک ہی ملک میں دو مختلف طرز عمل کی وجہ سے جمہوریت کا مطلب یہ نکالا جا رہا ہے جو کہ غلط ہے' اسے یوں درست مان لیا جائے کہ اکثریت اس کے حق میں ہے اور جو حق پر ہیں انہیں جمہوری تقاضوں کے مطابق اکثریت کی حمایت حاصل نہ ہونے پر غلط تصور کیا جائے۔

ریاست یوتھا کے شہر سالٹ سٹی میں مقیم جوڈارگر (Joe Darger) نامی شخص اور اس کی تین بیویوں نے ایک سے زائد شادیوں کے حوالے سے امریکی عوام میں پائے جانے والے منفی اثرات اور اس عمل کی مخالفت میں چلائے جانے والی اسٹیریوٹائپ مہم کے خاتمے کے لئے اعلانیہ تحریک شروع کردی ہے' اس خاندان نے اس سلسلے میں ایک کتاب بھی تحریر کی ہے Love Time Three نامی اس کتاب میں مصنف جوڈارگر اور اس کی تین بیویوں اور بعض بچوں نے اپنے اپنے تاثرات اور خیالات قلم بند کئے ہیں۔

تینتالیس سالہ جوڈارگر تعمیرات کے کام سے وابستہ ہے' جس نے پہلے وِکی اور اس کی کزن علینا اور بعد ازاں ان دونوں کے اصرار پر وکی کی طلاق یافتہ جڑواں بہن' ویلری سے شادی کی تینوں شادیاں مورمون عقائد کے مطابق ہوئیں۔

سالٹ لیک سٹی کی یہ بنیاد پرست مورمون فیملی ایک انتہائی بڑے کشادہ گھر میں آرام اور سکون کے ساتھ مقیم ہے اور تینوں بیویاں اپنے چوبیس بچوں کے ساتھ انتہائی خوش وخرم زندگی گزار رہی ہیں۔

جوڈارگر کا کہنا ہے کہ وہ انتہائی مذہبی آدمی ہیں اور عیسائیوں کے ایک فرقہ مورمن کے مطابق تمام رسومات بجالاتا ہے' اس کا کہنا تھا کہ اس نے پہلے وکی اور علینا سے شادی کی دونوں آپس میں گہری سہیلیاں بھی تھیں بعدازاں وکی کی جڑواں بہن ویلری جس کی پہلی شادی اس سے کہیں زیادہ بڑی عمر کے شخص سے ہوئی تھی اور وہ جواری اور شرابی تھا' اور مورمن میں یہ دونوں چیزیں حرام ہیں جس کی وجہ سے ان میں طلاق ہوئی۔ اس شخص کی ویلری سمیت پانچ بیویاں تھیں وہ بھی مورمن تھا۔ ویلری اپنے شوہر سے طلاق لے کر اپنے پانچ بچوں سمیت کچھ عرصہ کے لئے جوڈاگر کے گھر آگئی' اسی اثنا میں وکی اور علینا نے جوڈاگر اور ویلری کو شادی پر راضی کیا اس طرح ویلری جوڈاگر کی تیسری بیوی بن گئی۔

جوڈارگر اور اس کے اہل خانہ کے بیانات کے مطابق ریاستی حکام نے متعدد بار ہمارے خلاف تحقیقات کیں' خود حکومتی اہل کاروں نے ہمیں یہ شادیاں خفیہ رکھنے کا مشورہ دیا۔ اور اس خاندان کے لوگ اپنی شادیوں کو خفیہ رکھتے بھی رہے۔ لیکن چند سال قبل جوڈارگر فیملی نے مورمون فرقے کے عقائد کے بارے میں عوامی شعور کی بیداری کی مہم کا آغاز کر دیا اور آواز بلند کی' جس کا مقصد امریکہ کے اور دنیا کے لوگوں کو مورمن کے طرز زندگی کے بارے میں بتانا ہے تاکہ ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کے سلسلہ میں لوگوں کے منفی تاثرات کو زائل کیا جاسکے۔ Love Time Three نامی کتاب میں جوڈارگر فیملی کے ایک سے زائد شادیوں کے حوالے سے بڑی وضاحت کے ساتھ اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے۔ کتاب میں کہا گیا ہے کہ ہم مورمن شادی سے قبل تعلقات کو ڈیٹنگ کو حرام تصور کرتے ہیں' شراب کو حرام جانتے ہیں' جوئے سے پرہیز کرتے ہیں' ایک صاف شفاف اور پاکیزہ طرز عمل اور طرز زندگی اپنائے ہیں' خاندانی اقدار وروایات کی پابندی کرتے ہیں' لہٰذا ایک سے زائد شادی کے عمل کو جرم دیئے جانے والے قوانین کا خاتمہ کیا جانا ضروری ہے۔

مبصرین اور تجزیہ نگار PolyGamy کے حوالے سے جوڈارگر فیملی کے اس اقدام کو ایک سے زائد شادیوں کے حوالے سے امریکی عوام میں مثبت طرز عمل پیدا ہونے کی جانب سے ایک اہم پیش رفت قرار دے رہے ہیں۔

ایک اور خاندان براؤن فیملی' جس کے سربراہ کوڈی براؤن ہیں' انہوں نے ایک سے زائد شادیوں کے حوالے سے ایک ٹی وی ٹاک شو شروع کر رکھا ہے۔

Becoming Sister Wives نامی اس پروگرام میں PolyGamy یعنی ایک سے زائد شادیوں کی خوب دلائل وبراہین کے ساتھ وکالت کرتے ہیں' مسٹر کوڈی براؤن اپنی چار عدد بیگمات ؟ (بقیہ صفحہ ۵۸ پر)

محمد اسلام حقانی *

مغربی تہذیب اور اس کے مظاہر فتنوں کا سرچشمہ

عصر جدید کا جائزہ لیتے ہوئے سوالات کا جم غفیر ذہن میں بار بار ابھرتا ہے وہ یہ کہ عالم اسلام میں مساجد کی بھی کوئی کمی نہیں ہے' دینی مدارس و جامعات کی بھی بہتات ہے' علماء کرام بھی لاکھوں کی تعداد میں ہے' اصلاحی اور تبلیغی مراکز بھی بہت ہیں' اکثر ممالک غیروں کے غلامی سے بھی آزاد ہوچکے ہیں' دینی کتابوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے' دینی رسائل' جرائد اور اخبارات کی بھی بھرمار ہے...... تو پھر یہ الحاد' لادینیت' تفرقہ بازی' مذہب بیزاری' مغربی وضع قطع' اور غیر اسلامی رسومات کا سیلاب کیوں؟ توہم پرستی' عریانی' فحاشی اور غیر شرعی مظاہرے کیوں ہیں؟ لوگ تیزی سے لبرل ازم' سیکولرازم اور ماڈرن ازم کے تاریک گڑھوں میں کیوں گرتے جارہے ہیں' عوام الناس علماء کرام' صوفیاء عظام اور مجاہدین کرام سے بیزار کیوں ہوتے جارہے ہیں؟ لوگوں کے دلوں میں مذہب کے خلاف نفرت کا جذبہ کیوں اُبھر رہا ہے؟ لوگ قرآن' حدیث اور ماخذ دینیہ سے ہٹ کر مغربی افکار اور نظریات کیوں اپنا رہے ہیں اور لوگ اسلامی تہذیب' ثقافت' اقدار اور روایات کو چھوڑ کر مغربی تہذیب' ثقافت اقدار اور روایات کیوں اختیار کررہے ہیں؟ ہر کوئی پریشان حال' بے سکون اور عدم اطمینان کا شکار کیوں ہیں؟

حالات اور واقعات کا حقیقت پسندی سے اگر جائزہ لیا جائے تو ذہن اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اصل وجہ یہ ہے کہ مغرب کی فکر' فلسفہ' تہذیب' ثقافت' نظام جمہوریت' نظام سرمایہ داری' سائنس' ٹیکنالوجی اور مغربی سامراج و استعمار عالم اسلام کے سیاسی' اقتصادی' فکری' تمدنی اور ثقافتی نظاموں پر پوری طرح مسلط ہوچکی ہے جس سے زندگی کا ہر شعبہ متاثر ہوا ہے' مغرب نے اپنے فکر' فلسفہ' سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے دنیا کی فکری' معاشی اور سیاسی' باگ ڈور سنبھالی ہے اور دوسری جانب اپنی مصنوعات کے ذریعے بازاروں' مارکیٹوں اور عالمی منڈیوں پر اپنا قبضہ جمالیا ہے' اسی طرح ایک انسان کو ایک ہی وقت میں مغربی فکر' نظام حیات سائنس اور ٹیکنالوجی سے واسطہ پڑتا ہے۔ اُسے اپنے تمام مسائل اور مشکلات کا ذہنی' فکری اور عملی حل مغربی فکر' فلسفہ' سائنس اور ٹیکنالوجی میں نظر آنے لگتی ہے' جلد ہی اسکے ذہن میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ مغرب سے تعلق رکھنے والی ہر شے خواہ وہ کوئی فکر ہو یا

---

* رفیق موتمر المصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

عمل وہ قابل اعتماد اور لائق قبول ہے' اسی طرح پورے عالم اسلام بلکہ ساری دنیا میں مغرب کے فکر' فلسفہ' تصورات' نظریات' سائنس اور ٹیکنالوجی کا رواج عام ہوا تو اسلامی تعلیم کی بجائے مغربی تعلیم عام ہوئی' اسلامی تعلیمی اداروں کی بجائے مغربی' عصری تعلیمی ادارے کثرت سے قائم ہوئے' اسلامی تہذیب' ثقافت' اقدار اور روایات کی بجائے مغربی تہذیب' ثقافت اقدار اور روایات عام ہونے لگے' اسی طرح مغرب کے عصری دانشگاہوں سے نکلنے والے افراد جس طرح مغربی افکار کے حامل اور ان کے داعی بنے اسی طرح مغربی سائنس وٹیکنالوجی کی بھی انہوں نے وکالت شروع کردی۔ ویسے بھی مغرب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز چاہیے' اس کا تعلق فکر سے ہو یا نظام حیات سے ہو یا زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے ہو پوری دنیا کے لئے مسحور کن ہے ان کی ظاہری چمک دمک، رعنائی وزیبائی اور دل کشی سے دھوکہ کھایا ہوا انسان اِسے دنیا کا بہترین اور واحد تحفہ تصور کرتا ہے' عالم اسلام میں ایک ایسی نسل تیار ہوگی جو مغرب سے آنے والے تمام افکار ونظریات پر کامل ایمان رکھتی ہے جو نسل در نسل جاری ہے اور مغرب سے مرعوب لوگوں نے مغرب کے بہت سے ایسے افکار اور تصورات قبول کر لئے جو سراسر اسلام کے بنیادی تصور اور مزاج کے خلاف ہیں ان میں سے بعض شعوری طور پر مغرب پر ایمان لے آئے ہیں اور بعض لاشعوری طور پر ان کے ہمنوا بن گئے۔ لہٰذا جن ممالک میں مغرب کے افکار' نظریات' نظام جمہوریت اور نظام سرمایہ داری' رائج ہے تو وہاں مسائل حل ہونے کی بجائے پیچیدہ اور گھمبیر ہوتے جارہے ہیں' سیاسی' اقتصادی' زراعتی اور تعلیمی بحرانوں میں وہ ممالک مبتلا ہوگئے' حتیٰ کہ مسلمانوں کی نظام عبادات' نظام اخلاق اور روحانیت روز بہ روز زوال پذیر ہوتا جارہا ہے اور رفتہ رفتہ لوگ اسلام ،مذہب، جہاد اور علماء سے بیزار ہوکر سیکولرازم ،لبرل ازم ،ماڈرن ازم، مغربی فکر، فلسفہ اور مادیت کی تاریکیوں میں گرتے چلے گئے اور اِنہی مادہ پرستی نے ان کے دلوں سے سکون اور اطمینان کا خاتمہ کردیا اور لوگوں کا محور صرف اور صرف مادہ ہی رہ گیا۔ اسی وجہ سے ہمارے اذہان مفلوج ہوکر رہ گئے' یہاں تک کہ ہم مغرب کے فکر اور فلسفہ کی تہہ تک جاننے کے بھی قابل نہ رہے یا ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا کوئی احساس ہی نہ رہا کہ ہم اس کی تہہ تک جاننے کی کوشش کرتے اسی وجہ سے ہم درج بالا بحرانوں اور مسائل سے دوچار ہوئے' لیکن اب بھی ہمارے لئے مغرب کو جاننے پہچانے کا موقع ہے کہ پہلے ہم مغربی فکر' فلسفہ' تہذیب' ثقافت' تاریخ' سائنس اور ٹیکنالوجی کو سمجھے اور پھر اس کا اسلامی محاکمہ اور محاسبہ پیش کریں کیونکہ مغرب اور فلسفہ مغرب عصر حاضر کے مسائل اور مصائب کی بنیاد اور عصر حاضر کا اہم ترین موضوع ہے' مغربی تہذیب بظاہر ایک غالب اور طاقتور تہذیب ہے کہ دنیا بھر میں اثر ونفوذ کررہے ہیں اور اس وقت جس تہذیب کو دنیا میں غلبہ حاصل ہے وہ یہی مغربی تہذیب ہے' مغربی تہذیب کے غلبے کے نتیجے میں مذہب انسان کا ایک ذاتی معاملہ بن کر طاق نسیان کی زینت بن جاتی ہے اور

مذہب کی بنیادی ماخذ کی من مانی تشریحات کی کھلی اجازت ہر کس و نہ کس کو حاصل ہوجاتی ہے مثلاً پندرویں صدی عیسوی میں مغرب میں عیسائیت کے بعض علماء جن میں جرمن کے مسیحی رہنما ''مارٹن لوتھر'' سرفہرست ہیں، پاپائے روم کے خلاف بغاوت کی اور پاپائیت کے نظام کو چیلنج کرتے ہوئے بائبل کی تعبیر وتشریح کا ایک نیا سسٹم قائم کیا جس کی بنیاد پر پروٹسٹنٹ ازم فرقہ وجود میں آیا اور پاپائے روم کے کیتھولک فرقہ کے ساتھ مارٹن لوتھر کے پروٹسٹنٹ فرقہ کی یہ کش مکش بائبل کی تعبیر وتشریح اور مسیحی تعلیمات کے سوسائٹی پر عملی اطلاق کے حوالہ سے مسلسل چلی آرہی تھی، اب ہمارے بعض نام نہاد دانشوروں کے دل میں بھی یہ خیال آیا کہ ہم آخر کیوں ایسا نہیں کرسکتے کہ دین کی تعبیر وتشریح کے اب تک صدیوں سے چلے آنے والے فریم ورک کو چیلنج کرکے اس کی نفی کریں اور مارٹن لوتھر کی ''تحریک اصلاح'' کی طرح قرآن وسنت کی نئی تعبیر وتشریح کی بنیاد رکھیں، چنانچہ انہوں نے بھی ''ری کنسٹرکشن'' کے جذبے کے ساتھ لوتھر کی قدم بہ قدم پیروی کا راستہ اختیار کیا اور قرآن وسنت کی تعبیر نو کے کام کا آغاز کردیا اور ان نام نہاد جدیدیت پسند مفکرین نے فقہائے امت کے ٹھوس علمی کام کے سامنے فقہ مفادات، فقہ ضرورت، فقہ حقیقت بلکہ فقہ مغربیت اور الحاد پیش کرنا شروع کردیا اور اجتہاد فی الدین کے نام پر فساد فی الدین میں مصروف ہوگئی قرآن وسنت اجماع امت کے مقابلہ میں عقل کو ترجیح دیتے رہے اور امت مسلمہ کو فسق وفجور، الحاد وزندقہ، فحاشی وعریانی، رقص وموسیقی، اباحیت ولادینیت کی تعلیم دیتے رہے لیکن فقہائے اسلام کے چودہ سو سالہ ٹھوس علمی وتحقیقی کام کے سامنے ان کی اس فقہ مغربیت کی کوئی علمی عقلی اور منطقی حیثیت نہیں ہے، یہ جدیدیت پسند مفکرین فقہائے اسلام کے تمام آراء سے صرف نظر کرکے اپنی نئی فقہ مغربیت پیش کرتے ہیں، جو مغربی استعمار کو سہارا عطا کرتی ہے اور قرآن وسنت کے نام پر قرآن وسنت کو مسخ کرنے اور علماء کرام، صوفیاء عظام اور مجاہدین بلکہ مذہب اسلام کی بیخ کنی کرتی ہے اور شریعت کے نام پر شریعت کو منہدم کرتی ہے جدیدیت پسندوں کی نئی فقہ مغربی فکر، فلسفے اور سائنس کی اسلام کاری کا فریضہ انجام دیتی ہے اور مغرب کی غیر مشروط اطاعت کا پیغام عام کرتی ہے یہ دین کی چودہ سو سالہ تعلیمات وروایات کو بدلنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب زمانہ بدل گیا اور اسلام ہر زمانے کا ساتھ دیتا ہے۔ اس امر میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ زمانہ ہمیشہ رنگ بدلتا رہا ہے، بہت کچھ پہلے بدل چکا ہے اور مزید بدلے گا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جمود کسی قوم کی تخلیقی صلاحیتوں کو یخ بستہ کردیتا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ زمانی ارتقاء کی ہر تبدیلی اور ہر جدید چیز صحت مند ہے؟ کیا ہر تغیر باعث خیر ہے؟ کیا تاریخ کا ہر قدم عروج ہی کی طرف اٹھتا ہے؟ اور کیا ہر حرکت بلندی ہی کی سمت لے جاتی ہے؟ ان سوالات پر جب تاریخ کی روشنی میں غور کیا جائے تو اس کا جواب نفی میں ملتا ہے، زمانی تقاضوں سے مجبوری کے باعث کسی بھی فکری اساس سے محروم اور قرآن وسنت کی تعبیر نو

کے خواہاں یہ جدیدیت پسند طبقہ اسلامی قدامت پسندی اور امت مسلمہ کی جمہوری روایات اور قدیم مسلمہ علمی روایت کو جدیدیت پسندی' روشن خیالی اور اسلام کی جدید تعبیر نو میں بدلنا چاہتا ہے۔ وہ شعوری یا پھر لاشعوری طور پر تقلید اغیار کی دعوت دے رہے ہیں' تقلید اگر جدید کی کی جائے تو وہ قابل فخر چیز نہیں بن سکتی لیکن پھر بھی یہ جدیدیت پسند ٹولہ ہر جدید چیز کے اسلام کاری پر مصر ہے یہ الگ بات ہے کہ قرآن وسنت کی تعبیر وتشریح کا روایتی فریم ورک اس قدر مضبوط و مستحکم ہے کہ اس چٹان کیساتھ سر ٹکرانے والوں کو ابھی تک اپنے زخموں کو سہلانے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا اور نہ مستقبل میں اسکی کوئی امید دکھائی دے رہی ہے۔ نظریاتی لحاظ سے جدیدیت پسندی (ماڈرنزم) کی فکری مثال معتزلہ کے ساتھ دی جاسکتی ہے' انہوں نے قرآن وسنت کو قبول کیا لیکن اس کی تعبیر میں اپنی عقل اور تاویل کو معیار مقرر کیا امت مسلمہ کے جمہوری افکار سے متصادم معتزلی طبقہ ختم ہوگیا۔ لیکن اب بھی وہ فکر باقی ہے ماضی میں جب جدیدیت پسندوں نے سر اٹھایا تو علماء حق نے سختی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور ہر ایسی تخریبی کوشش ملت اسلامیہ کی رائے عامہ سے ٹکرا کر آخر کار ختم ہوگیا۔ آج بھی بنیادی کشمکش مغرب اور اسلام روایت اور جدیدیت' مادیت اور روحانیت ہی کے درمیاں ہے اور ہماری تاریخ اس کی گواہ ہے کہ دین اسلام جدیدیت پسندوں کی خاطر نہ کبھی ماضی میں بدلا گیا اور نہ آج بدلا جاسکتا ہے لیکن پھر بھی اسلام کو اس وقت ہر طرف سے شدید خطرات لاحق ہیں مثلاً (۱) الحاد مادی: یعنی اسلامی بینکاری' (۲) الحاد روحانی: یعنی نکاح المیسار' (۳) تعذیب جسمانی: مغربی حملے (۴)' جدیدیت کا اثر ونفوذ: مغرب اور سرمایہ داری کا تسلط (۵) مادہ پرستی: خاندانی نظام کا خاتمہ (۶) حرص دنیا: عورت اور اولاد سے گھروں کی محرومی' (۷) رزق کیلئے ہمہ وقت تگ و تاز جاودانہ: اولاد اور رشتوں کی تباہی' محبت کا خاتمہ' (۸) ہرنئی ٹیکنالوجی کا چسکا: ھل من مزید کے باعث قرضوں کے معیشت کریڈٹ کارڈ کی لعنت' (۹) سیر وتفریح اور لغویات میں استغراق: ذکر اور عبادات سے محرومی (۱۰) لذت ومسرت کی تلاش صرف جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے: رشتوں کا زوال روحانی خلا فکر صحیح سے محرومی' (۱۱) انقلاب کے نعرے جلسے جلوس: دینی شخصیت کی تعمیر کا خاتمہ (۱۲) میڈیا کو مفتی اعظم سمجھنا: دعوت دین کا صرف مادی ذرائع پر منحصر ہو کر ریاکاری کے شرک میں ملوث ہونا (۱۳) علم کا خاتمہ اور صحبت نیک سے گریز: پمفلٹ پوسٹر کیسٹ ویڈیو ملٹی میڈیا کا بے دریغ استعمال جس کے باعث دین مادہ پرستی کا مظہر بنادیا گیا (۱۴) اپنے قصیدے پڑھنے کی روایت: خود پسندی خود کلامی خودستائشی شرک کی بدترین شکل' (۱۵) خواہش نفس کا الٰہ ہونا: دین کے احکام وتعلیمات کو اپنی حالت کے لحاظ سے ڈھال لینا اور مسخ کر کے اپنے فائدے کیلئے موڑ دینا' (۱۶) دجالی اور طاغوتی آلات اور ایجادات کو قرآن کریم سے ثابت کرنا ہے: قرآن کریم کے بنیادی اور اصلی اعلیٰ اور ارفع مقاصد' اہداف

اور حکمتوں سے روگردانی کرنا۔

یہ ہے عصر حاضر کے جدید فتنے جو مغربی تہذیب' سائنس اور ٹیکنالوجی کے اثرات سے پیدا ہو چکے اور عصر حاضر کے نام نہاد جدیدیت پسند اس کو اپنانے پر بہت زور شور سے عمل پیرا ہے' عصر حاضر میں عالم اسلام کا سب سے بڑا فتنہ جدیدیت اور جدیدیت پسند مفکرین ہیں جو مغرب کو اعلیٰ و برتر تصور کرتے ہیں مغربی تہذیب کو سب کچھ سمجھ بیٹھے اور مغربی فکر وفلسفہ کو حرف آخر مانتے ہیں لیکن مغرب سے آگاہ نہیں ہیں اگر ان مغرب زدہ مفکرین کے افکار پر ایک نظر ڈالی جائے تو انسان حیران رہ جاتا ہے لیکن یہ دانشور مغربی فکر فلسفے اور اسلامی تاریخ سے عدم آگہی کے باعث چند چلتے پھرتے مشہورِ عام خیالات کو اسلام اور مغربی فکر وفلسفے کا عکس سمجھ بیٹھے ہیں' یہ محض امت مسلمہ اور اسلام کے بدنامی کا سبب بن رہے ہیں صرف میڈیا نے اُسے اسلامی اسکالر کے خطابات سے نوازا' اور مغربی افکار کی آبیاری میں مصروف ہیں جس کی مثالیں عالم اسلام میں سینکڑوں سے متجاوز ہیں اور یہ مفکرین مغربی فکر وفلسفہ کے ساتھ مغرب کی درندگی' بہیمیت وحشت' بربریت اور سفاکی کی تاریخ سے یا تو واقف نہیں یا پھر اس تاریخ کو دانستہ طور پر بیان کرنا نہیں چاہتے۔ یہ تمام دانشور مسلمانوں کی دہشت گردی پر بے پناہ شرمندہ اور معذرت خواہ ہیں۔ لیکن کسی ایک دانشور نے یہ سوال نہیں اٹھایا کہ نو کروڑ ریڈ انڈیز (سرخ ہندیوں) کو مارنے والی امریکی اور تین سو سال میں ایک ارب پچھتر کروڑ انسانوں کو قتل کرنے والی مغربی اقوام دہشت گردی بجائے انسانیت کے علمبردار کیوں سمجھے جارہے ہیں؟ مسلمانوں کو دہشت گردی ختم کرنے کا مشورہ دینے والے عالمی دہشت گردوں کی دہشت گردی پر کیوں خاموش ہیں؟ یہ نام نہاد حمیتِ دین سے عاری دانشور جس بیباکی کے ساتھ عالم اسلام اور علماء کرام' مجاہدین امت' طلبائے علوم دینیہ پر طنز کرتے ہیں۔ اس قدر بیباکی کے ساتھ مغرب کی دہشت گردی کو کیوں بے نقاب نہیں کرتے؟ کیا یہ دانشور مغرب کے وفادار حلیف تو نہیں ہیں؟ لہٰذا دور حاضر میں اگر امت مسلمہ درج بالا بحرانوں سے نکلنا چاہتے ہیں تو مسلمان اہل علم پر لازم ہیں کہ وہ اپنے اسلاف کی تاریخ دہراتے ہوئے علم الکلام اور مغرب فکر وفلسفے پر عبور حاصل کریں تاکہ مغرب فکر کی بھرپور تنقیدی جائزہ لیا جائے اور ارباب دانش پر مغرب کی کمزوریوں خامیوں گمراہیوں' سیاہ کاریوں اور کھوکھلے پن کو واضح کیا جائے اور مغرب پر ہمیں برتری تب حاصل ہوجائے گی جب ہم مغرب سے آگاہ ہوجائیں تو پھر درج بالا تمام فتن' شرور فسادات اور بحران ختم ہو کر امت مسلمہ اطمینان اور سکون قلبی کی نعمت سے مالا مال ہوجائے گی۔ اللہ کرے کوئی مرد مومن مردِ میدان بن جائے امین۔ الیس الصبح بقریب

خوشخبری

"الاصل" مبسوط امام محمدؒ عربی

پاکستان میں پہلی بار مکمل کتاب تحقیق کیساتھ 13 جلدوں میں

مکتبۃ الاحرار

مردان کی طرف سے شائع ہو چکی ہے

علماء مفتیان کرام اور طلباء کرام کیلئے انمول تحفہ

برائے رابطہ:

مکتبۃ الاحرار بالمقابل یوسفزئی فلائنگ کوچ میڈیسن مارکیٹ نیواڈہ مردان

0937-871837, 0321-9872067

مطالعہ و تحقیق

مولانا انور جمال قاسمی

پردہ میں بے پردگی کا رجحان

برقعوں کی تراش و خراش، کانٹ چھانٹ کی ان گنت طرز و صورت گلیوں و سڑکوں پر نظر آتی ہے، ان میں بعض شروانی نما بدن سے چپکا ہوا جسم کے نشیب و فراز اور ہر حصہ عضو کی ساخت و بناوٹ نمایاں کیے ہوئے ہوتا ہے، بعضوں کی آستینیں نیٹ کپڑوں سے بنے ہونے کی وجہ سے ان کی بانہیں جھلکتی ہوئی رہتی ہیں، آپ کو بعض بلا آستین کے صرف پشت و سینہ سے چپکے بالکل ننگی بانہوں و کھلے چہرے کی نظر آئیں گے اور اب اکیسویں صدی کے انٹرنیٹ، و کمپیوٹر سے ڈسی مسلمان عورتوں کو پردہ و حجاب کا بوجھ برداشت نہیں، انہیں چہرہ اور جسموں کو چھپانا قدامت پسندی و تنزلی کی علامت نظر آتی ہے، وہ بے دین بے لباس و برہنہ عورتوں کے شانہ سے شانہ ملانے کے جنون میں کھلے چہرہ کا برقع پہنے، پینٹ شرٹ، فل یا ہاف اسکاٹ اور ٹی شرٹ وغیرہ میں چھوٹی سی خوبصورت و پر کشش رومالیوں میں چہرے لپیٹنے کی بہ نام پردہ عام کر رہی ہیں، اس طرح کے فیشنی پردے کے رواج کو دیہات و شہر کی عوام ہی نہیں شریف و معزز گھر خاندان، دینی وضع دار کنبہ بھی بڑی سرعت سے قبول کر رہا ہے، اس کی انتہا یہ ہے کہ مسلم دنیا کو مغرب کی مادی و صنعتی تہذیب کی یلغار نے مجبور و بے بس بنا دیا ہے، انہیں نہ مسلمان عورتوں کو مسلمان بنانے کی فکر ہے، نہ ان کی تہذیب و تادیب، کرنے کی انہیں فرصت ہے، آزادی نسواں کے علمبر دار آقاؤں کے سامنے سپر انداز ہو کر اپنی عورتوں ولڑکیوں کو آزاد چھوڑنے پر اتر آئے ہیں انہیں مسلمان عورت کا بے حجابانہ گلی کوچوں، پارکوں و ہوٹلوں، چوپاٹیوں و ساحلوں پر گھومنا بھلا معلوم ہوتا ہے، وہ نہ اس سے پیدا ہونے والی معاشرتی بیماریوں کی ہلاکت خیزیوں سے ڈرتے ہیں اور اب تو بہت سے ماڈرن دانشوروں نے اس کے جواز میں قرآن وحدیث کے دلائل و براہین بھی تلاش کر لیے ہیں، ان کے دلائل میں سے ایک قرون اولی کی مومنات کا مسجدوں میں جانا، غزوات و جنگوں میں فوجوں و زخمیوں کی خدمات و تیمارداری کی غرض سے شریک جنگ ہونا اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کا جنگ جمل کی قیادت کرنے کو پیش کیا جاتا ہے۔

عورتوں کی نماز ان کے گھروں مسجدوں سے افضل ہے، جبکہ مسجد نبوی کی اپنی فضیلت ہے، اس میں نماز پڑھنے سے سینکڑوں گنا اجر و ثواب کے اضافے کا نبوی وعدہ اور آپ ﷺ کی امامت میں نماز کی ادائیگی سے عنداللہ حاصل ہونے والے شرف و قبول کے آپ ﷺ نے عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی تاکید کی ہے، اس کا مطلب ہے کہ مسجدوں میں آکر نماز پڑھنے کی اگر آپ نے کسی درجے میں اجازت دی، تو وہ صرف آپ کی امامت

کے ساتھ خاص تھی، جو آپ ﷺ کے بعد تا قیامت کبھی بھی حاصل ہونے والی نہیں تھی، اگر عورتوں کا مسجدوں میں نماز ادا کرنا لازمی درجے میں ہوتا، تو آپ ﷺ کی وفات بعد صحابہ کرام اپنی عورتوں و بیویوں کو مسجدوں میں جانے سے منع نہیں کرتے اور نہ حضرت عائشہؓ صحابہ کے اس عمل کی تائید میں فرماتیں کہ اگر اللہ کے رسول ﷺ فساد زمانہ کی حالت دیکھتے تو عورتوں کا مسجدوں میں جانا بالکل بند ہو گیا تھا، اور اس پر ایک طرح سے صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے نزول حجاب سے قبل جنگوں میں عورتوں کی شرکت کو حجاب کے رد میں پیش کرنا بھی کم فہمی کی علامت ہوگی، چونکہ نزول حجاب سن ۵ ھ میں ہوا، اس سے قبل غزوات میں شریک ہونے والی عورتوں کے عمل سے احکام حجاب رد نہیں کیا جاسکتا ہے۔

جنگ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی قیادت فوج کو بھی حجاب کے خلاف پیش کیا جانا، تاریخ و سیر سے ناواقفی کا اظہار ہے، حضرت صدیقہ کا جنگ جمل میں شریک ہونا ایک تاریخی حقیقت ہے اور اس میں آپ کی قیادت کرنا بھی مسلم ہے، لیکن اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ انہوں نے بلا پردہ قیادت کی تھیں، وہ تو اونٹ کے ''ہودج'' میں ہوتی تھیں اور ہودج میں بھی اس طرح پردے میں ہوتیں کہ نزدیک سے بھی بہ غور دیکھنے سے ان کی شخصیت دیکھائی نہیں دیتی تھی۔

مذکورہ بالا بیانات، دلائل وشواہد سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ عورتوں کا گھروں سے بلاضرورت شدیدہ بلا حجاب نکلنا حرام ہے، اگر مسلمان عورتیں اس کے خلاف کرتی ہیں، تو اللہ کے حکم کی نافرمانی، اس کی لعنت کی شکار اور بہت سے فتنے وفساد پیدا کرنے کا سبب بن رہی ہیں اور شاید اسی وجہ سے جس قدر کسی قوم وامت کی تباہی و بربادی چاہتی ہے، تو از خود اس قوم کی عورتیں اور لڑکیاں سڑکوں، گلیوں چوک وچوراہے کی زینت بننے لگتی ہیں، پھر اس نقطے سے قوم وامت کے زوال وانحطاط کا آغاز ہوتا ہے، ''انقلاب امم'' ایسی بہت سی قوموں وملکوں کے زوال وفنا کی تاریخ پیش کرتی ہے، جن کی بنیادی سبب ان کی عورتوں کی غیر محدود آزادی، بلا کسی خوف وخیال کے مردوں سے اتصال و اختلاط تھا ''المرأۃ المعاصرۃ'' کا مصنف رقمطراز ہے ''ولذاتری الحضارۃ الیونانیۃ وامت زمنا طویلا واذ دھرت ما دامت المرأۃ محافظۃ علی ستر ھا وحجابھا، ثم انحطت وتدھورت تلک الحضارہ العریقہ بسبب اباحہ الحریۃ المطلقہ المرأۃ''۔

یونانی تہذیب وتمدن کی ترقی کی طویل ترین عمر اس کی عورتوں کا اپنے پردے وحجاب کی پابندی سے جڑی ہوئی تھی، لیکن جب وہاں کی صنف نسواں بے حجابی ومطلق آزادی اور بے قید مرد وزن اختلاط کے وبا کی شکار بنیں، تو پھر اس قدیم ترین اقبال مند تہذیب وتمدن کو ادبار وانحطاط کے وبا کی شکار بنیں، تو پھر اس قدیم ترین اقبال مند تہذیب وتمدن کو ادبار وانحطاط کی ایسی آنکھ لگی کہ آج تک نہ وہ اپنے سنہرے ماضی کی بازیافت میں کامیاب ہو سکی اور نہ موجودہ عالمی سطح پر جاری تہذیبی وتمدنی مسابقت کی فہرستوں میں اپنے نام درج کرا سکی ہے، روم جسکی قلم رو

میں نصف دنیا تھی، اس کا مذہبی وتہذیبی دو دبہ وشوکت نصف کرۂ ارض تھا، مگر جب رومی عورتوں ولڑکیوں میں بے حجابی و بے پردگی کی بلا پیدا ہوئی، سماج واخلاق کا خیال کئے بغیر مردوں سے بلا قید میل وجول ترقی کی بنیاد تصور کرنے لگیں، تو پھر اتنی بڑی عظیم رومی سلطنت کا حشر کیا ہوا، المرأة المعاصرة کا مصنف لکھتا ہے "لکن تسرب الیھم اللھو الترف، وجعلو یخرجون المرأ ۃ من بیوتھا و ھکذا اخذوا یدعونھا الی الحریۃ والا ستقلال الکامل والی العمل مع الرجال فی کل مجال، فلم تلبث تلک الدولۃ یعنی دولۃ الرومان حتیٰ جاء ھا الضراب وسقطت لا جل المرأۃ المکسوفۃ اللتی کانت تعمل مع الرجال فی مجال من مجالات الحیاۃ " لیکن رومیوں میں جب خوشحالی و فارغ البالی آئی تو ان میں بے مقصد لھو ولعب کھیل وتماشے پیدا ہوئے، انہوں نے پھر اپنی عورتوں کو گھروں سے نکالنا شروع کیا، اس طرح انہیں آزادی، کامل خودمختاری اور زندگی کے ہر میدان میں مردوں کیساتھ شریک عمل ہونے کی قانون پشت پناہی ملی، تو بلا تاخیر یہ عظیم شہنشاہیت کی دیکھتے دیکھتے خاکیں اڑنے لگیں، اور پھر وہ اس طرح مٹی کہ آج دنیا کے نقشے پر گمنام معمولی ملک کی حیثیت سے دیکھائی دیتا ہے۔

فساد معاشرہ وزوال ملک وملت میں عورتوں کی بے پردگی و بے قید آزادی اور مردوں سے بلا کسی روک ٹوک کا اختلاط تاریخ انسانی کے ہر دور میں مہلک رہے، خود آزادی نسواں کا علم بردار مگراب کی برہنہ سینہ وعریاں ساق عورتوں کا مردوں سے بے پردہ ہم آغوشی وبغل گیری نے مغربی معاشرہ میں ایسی معاشرتی وغیر اخلاقی مہلک بیماریوں کو جنم دیا ہے، جس نے اس کے ہر ہوش مند انسان کو خوف زدہ ومتنفر بنا دیا ہے، اور ہر اس تعلیم یافتہ سنجیدہ ملک وقوم اور تہذیب و معاشرہ کی فکر رکھنے والے اسامیوں کے قلب وذہن کو جھنجھوڑ دیا ہے، جواب عورتوں کے حوالے سے مغرب کی سوچ وموقف پر سخت تنقید وانگشت نمائی کرنے لگے ہیں۔

مشرقی دنیا کے مسلم معاشرہ میں بے پردگی ونیم برہنہ ہونے کا رجحان بھی تیزی سے بڑھ رہا ہے، لڑکیاں وعورتیں اپنے حسن و جمال، جسم واعضاء زیادہ سے زیادہ کھلا رکھنے کی مختلف تدابیر اختیار کر رہی ہیں، ان کے اندر پینٹ یا جینس پینٹ، اسکرٹ، کھلی بانہیں و پنڈلی والی ٹی شرٹ خوب مقبول ہو رہے ہیں، کھلی بانہیں' چہرہ والے برقع کی خریداری زیادہ ہوتی ہیں، انہیں جدید طرز کے فیشنی نیم برہنہ لباسوں میں ملبوس بوٹے دار و مالیوں سے نصف چہرہ چھپائے ہر چوک و چوراہے پر شاپنگ کرتی دیکھا جا سکتا ہے، اگر اسی کا نام پردہ وحجاب ہے تو اسلام کا ایسے پردوں سے نہ کوئی تعلق ہے، نہ اس طرح پردوں کا ثبوت وعمل قرآن وحدیث اور امت مسلمہ کی چودہ سو سالہ ثقافتی روایات میں ملتا ہے، یہ سب مغربی معاشرہ وتہذیب کے وہ اثرات ہیں، جن سے آج دیہات وشہر کے ہر مسلم لڑکے ولڑکیاں اپنے گھروں میں، ٹی، وی، انٹرنیٹ اور موبائیلوں سے چوبیس گھنٹے متاثر ہو رہی ہیں، یہودی، انگلش اور یورپی چینلوں سے ترسیل ہونے والی برہنہ فلموں و کرداروں، ہیجان خیز جنسی معاملات دیکھ کر اس کی تقلید وپیروی میں اپنے لباس شرم وحیا اتار کر لباس جسم وتن پھینکنے پر آ رہی ہیں اور ان سے وہ تمام جنسی بیماریاں،

امراض خبیثہ جنم لے رہے ہیں، جن سے کوئی سماج و معاشرہ کہیں بھی صالح و تندرست نہیں رہ سکتا ہے، انہیں معاشرتی بیماریوں نے مغربی دنیا کو اخلاقی و تہذیبی طور پر ایسا دیوانہ بنا دیا ہے کہ وہاں کے کسی بھی باوقار معتبر کرسی پر بیٹھے فرد کے نسب کا یقین سے پتہ لگانا مشکل ترین امر بنا ہوا ہے، اس کے برعکس مسلم معاشرہ اسلامی تعلیم و پردۂ شرعی کی مضبوط حصار کے سبب سے آزادی نسواں و بے حجابی کے تیز و تند طوفانوں کے باوصف اب بھی بہت حد تک محفوظ ہے، ہاں اب ان کی نوجوان نسلوں خصوصاً لڑکیوں میں بے پردگی و جسم ننگا کرنے کے بڑھتے ہوئے شوق سے اس کا مستقبل تہذیبی بگاڑ کے انتہائی خطرناک موڑ پر آچکا ہے، اگر مسلمان اپنی لڑکیوں و عورتوں میں بڑھتی ہوئی بے قید آزادی و بے پردگی و جسم ننگا کرنے کے بڑھتے ہوئے شوق سے اس کا مستقبل تہذیبی بگاڑ کے انتہائی خطرناک موڑ پر آچکا ہے، اگر مسلمان اپنی لڑکیوں و عورتوں میں بڑھتی ہوئی بے قید آزادی و بے پردگی کے فتنوں کو معمولی تصور کیا اور اس کی طرف سے ان میں پھیلی ہوئی غفلت کے وہ شکار رہے، تو ان کا عائلی اصول و دستور، حسب و نسب، خون و شرافت، تہذیب و تمدن کی تباہی یقینی ہے، اس لیے اگر وہ اپنی نسلوں کو صحیح النسب، اخلاق و اعلیٰ اقدار کا پیکر دیکھنا چاہتے ہیں، جس پر امت مسلمہ کی ہمہ جہتی ترقی و تشخص موقوف ہے، تو ہر گھر کا ذمہ دار والدین، تعلیمی و ثقافتی مسلم لڑکیوں و عورتوں کو پردۂ شرعی کے فوائد کی جانکاری دیں، اسلامی معاشرہ کی ترقی و صالحیت مسلم طبقہ نسواں کی صحیح دینی تعلیم و تربیت، تخلیق تہذیب اور ان کے پردہ حجاب میں پوشیدہ ہے، چونکہ جب کسی قسم کی صنف نسواں بے حجاب و بیرون خانہ ہو جاتی ہیں، تو ان کی نسل و معاشرہ کی ہلاکت تاریخی قدرتی اٹل قانون ہے۔

(مُورمُون چرچ اور ایک سے زائد شادیوں کا عمل)

(بقیہ صفحہ ۴۸ سے)

میری رجبلی، کرسٹین اور روبن کے ہمراہ اس پروگرام میں ایک سے زائد شادی کو ایک اچھا مثبت اور خوب صورت طرز عمل قرار دیتے ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں اب اس بات پر گفتگو کا آغاز ہو گیا ہے کہ ایک اچھا مثالی اور اخلاق سے لبریز معاشرہ قائم کرنے کے لئے اخلاقی اقدار پر پابند رہنا ازحد ضروری ہے۔

اور اخلاقی اقدار سے لبریز معاشرے میں، قبل از شادی تعلقات، جوابازی، شراب نوشی، ننگ پن کے مظاہرے، ہم جنس پرستی اور اس کا قانونی جواز وغیرہ وغیرہ ان تمام سے مکمل اجتناب انتہائی ضروری ہے۔

باقی رہا شادی کے حوالے سے یک زوجگی اور کثیر زوجگی کا رواج دنیا بھر کی تہذیبوں اور معاشروں میں پایا جاتا ہے۔ نکاح ایک انفرادی تمدنی ضرورت ہے، جسے تمام معاشروں نے تسلیم کیا ہے، لیکن قرآن وسنت نے اس پہلو کے علاوہ اسے اخلاقی اور دینی ضرورت بھی قرار دیا ہے۔ اور اس کے قیام پر بہت شدت سے عمل کرایا ہے اور قرآن مجید نے تو نکاح کو سنتِ انبیاء قرار دیا ہے۔

مولانا حامد الحق حقانی

دارالعلوم کے شب و روز

وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف کی حضرت مہتمم صاحب کی ملاقات:

وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی خصوصی دعوت پر حضرت مہتمم صاحب نے وزیراعظم ہاؤس میں ان سے تفصیلی ملاقات کی' دونوں رہنماؤں نے پاکستان میں جاری شورش' ڈرون حملوں' غیر ملکی جارحیت اور قیام امن سمیت دیگر اہم ایشوز پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ وزیراعظم صاحب نے حضرت مہتمم صاحب سے طالبان سے مذاکرات اور قیام امن کے لئے درخواست کی۔ حضرت مہتمم صاحب نے قیام امن کے حوالے سے اس حکومتی موقف اور اقدام کو سراہا اور فرمایا کہ فوجی آپریشن اور جنگ مسائل کا حل نہیں بلکہ مذاکرات اور بات چیت سے تمام مسائل آسانی سے حل ہوسکیں گے۔ حضرت مہتمم صاحب نے وزیراعظم کو یقین دلایا کہ وہ طالبان سے مذاکرات کے لئے سنجیدہ کوشش کریں گے۔ حضرت مہتمم صاحب ڈرون حملوں اور امریکی جارحیت کو روکنے کے لئے وزیراعظم سے مطالبہ کیا کہ وہ ہر حال میں کردار ادا کریں تو یقیناً بہت سے مسائل حل ہوسکیں گے۔

جناب عمران خان و دیگر سیاسی زعماء کی دارالعلوم آمد:

پاکستان تحریک انصاف کے چیئرمین جناب عمران خان صاحب' حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات کے لئے اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور مختلف سیاسی و سماجی مسائل پر تبادلہ خیال کیا۔ پھر دونوں رہنماؤں نے مشترکہ پریس کانفرنس بھی کی۔ عمران خان صاحب کے ساتھ وفد میں پارٹی کے سیکرٹری جنرل جناب جہانگیر ترین' وزیراعلیٰ جناب پرویز خٹک' وزیر صحت جناب شوکت علی یوسفزئی' میاں جمشید الدین کاکاخیل اور ادریس خٹک وغیرہ سمیت دیگر ایم پی ایز بھی تھے' اس کے علاوہ نامور اینکر و صحافی جناب کاشف عباسی اور دیگر اہم صحافی بھی موجود تھے۔

دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام قومی قبائلی جرگہ:

۲۲ ردسمبر ۲۰۱۳ء: دفاع پاکستان کونسل نے امریکی ڈرون حملوں اور نیٹو سپلائی کیخلاف المرکز الاسلامی پشاور میں گرینڈ جرگہ کا انعقاد کیا جن میں دفاع پاکستان کونسل کی مرکزی قیادت کے علاوہ قبائلی مشران نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ قبائلی زعماء نے امریکہ سے پرزور مطالبہ کیا کہ ڈرون حملوں میں زیادہ تر ہمارے بچے اور خواتین شہید ہو رہے ہیں۔ لہٰذا اس کو فی الفور روکا جائے۔

مختلف ٹی وی چینلز، نمائندوں اور صحافیوں کی دارالعلوم آمد:

وزیراعظم میاں نواز شریف سے ملاقات اور طالبان سے مذاکرات کا ٹاسک ملنے کے بعد کئی ٹی وی چینلز اور صحافیوں نے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے انٹرویوز اور تبادلہ خیال کرنے کیلئے دارالعلوم کا رخ کیا۔

- ''اب تک'' ٹی وی چینل کے معروف اینکر پرسن عادل عباسی نے اپنے مقبول پروگرام ''ٹیبل ٹاک'' میں مہتمم صاحب کا انٹرویو کیا۔
- معروف صحافیہ محترمہ بتول نے News-1 ٹی وی چینل کے لئے انٹرویو ریکارڈ کیا۔
- جیو ٹی وی سے معروف صحافی و تجزیہ نگار جناب سلیم صافی نے اپنے مقبول پروگرام ''جرگہ'' کے لئے انٹرویو کیا۔
- کیپٹل ٹی وی سے معروف انویسٹی گیٹر رپورٹر اور تجزیہ نگار جناب عبدالستار خان نے اپنے پروگرام ''یہ کیا بات ہوئی'' کے لئے انٹرویو کیا۔
- واشنگٹن پوسٹ (معروف امریکی اخبار) سے نامور صحافی خاتون ''پامیلا کانسٹبل'' نے حضرت مہتمم صاحب کا انٹرویو کیا۔
- پی ٹی وی چینل سے معروف صحافی جناب انوارالحسن صاحب نے اپنے پروگرام ''سچ تو یہ ہے'' کیلئے انٹرویو کیا۔
- روزنامہ ''اسلام'' سے مولانا محمد شفیع چترالی صاحب نے انٹرویو کیا اور جامعہ ابو ہریرہ کے مہتمم مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب بھی حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ اس موقع پر حضرت مہتمم صاحب سمیت دیگر حضرات نے مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب کو سفر عمرہ اور شرح مسلم شریف کی اشاعت پر مبارکباد دی۔

حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ کا سفر کراچی:

۱۳ دسمبر ۲۰۱۳ء کو جامعہ اسلامیہ کلفٹن کی تقریب تقسیم اسناد میں حضرت مولانا انوارالحق صاحب نے کراچی جا کر شرکت کی۔ آپ اس تقریب میں خصوصی طور پر مدعو کئے گئے تھے اور آپ نے اس پروگرام کی صدارت کی۔ آپ کے ہمراہ وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف اور دیگر اہم سیاسی و مذہبی رہنماؤں نے بھی شرکت کی۔

دارالعلوم کی تعلیمی کمیٹی کا اہم اجلاس:

حضرت مولانا انوارالحق صاحب کی زیرسرپرستی دارالعلوم کی تعلیمی کمیٹی اور تمام اساتذہ کا ایک اہم اجلاس

بروز پیر ۹ دسمبر ۲۰۱۳ء کو منعقد ہوا جس میں دارالعلوم کے تعلیمی اورانتظامی امور کے متعلق اہم فیصلے کئے گئے اور آنے والے امتحانات کے لئے خصوصی انتظامات کا فیصلہ کیا گیا۔

دارالعلوم کے چار ماہی امتحانات کا انعقاد:

جامعہ کے چار ماہی امتحانات کا انعقاد ۱۶ ر دسمبر ۲۰۱۳ء کو ہوا۔ امتحانات چار روز تک جاری رہے جس میں تمام درجات کے طلباء شریک ہوئے۔ نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ اور دیگر تمام اساتذہ کرام نے امتحانات کی سرپرستی ونگرانی کی۔

وفیاتِ مخلصینِ دارالعلوم حقانیہ:

- فاضل دارالعلوم دیوبند شیخ الحدیث حضرت مولانا علاؤ الدین، بانی ومہتمم مدرسہ جامعہ نعمانیہ صالحیہ ڈیرہ اسماعیل خان گزشتہ دنوں مختصر علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔ مرحوم طویل عرصے تک بخاری شریف اور دیگر عالی کتابیں پڑھاتے رہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے فیض یافتہ تھے۔
- یادگار اسلاف شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب اور مولانا قاضی عبداللطیف ؒ کے برادر اصغر حضرت مولانا قاضی محمد اکرم صاحب گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔ مرحوم کلاچی کے معروف علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے اور نجم المدارس کے اہم پرانے اساتذہ میں سے تھے۔ مرحوم کی رفع درجات کیلئے خصوصی دعائیں کی گئیں
- جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا شفیق دولت زئی کے بڑے بھائی شیخ الحدیث مولانا عبدالستار اخونزادہ قلعہ سیف اللہ بھی گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔
- چھوٹا لاہور کے ممتاز عالم دین مولانا حضرت جمال، مولانا اعجاز حسین فاضل دارالعلوم حقانیہ کی اہلیہ، مولانا مفتی نورالاسلام حقانی ترخوی کی والدہ ماجدہ، جناب ڈاکٹر ضیاء الاسلام اکوڑوی کی والدہ ماجدہ، مولانا عزیز الرحمٰن حیدری، مولانا سیف الرحمٰن آف حیدری کی ہمشیرہ انتقال فرماگئے۔ ادارہ ان تمام کے خاندان کیساتھ دلی تعزیت کرتا ہے۔

دارالعلوم کے نئے مرکزی گیٹ "باب السلام" کی تعمیر:

الحمدللہ دارالعلوم حقانیہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کی طرف رواں دواں ہے۔ تعلیمی، روحانی ترقی کیساتھ ساتھ تعمیری کام بھی زوروشور سے جاری ہے۔ اسی سلسلہ میں دارالعلوم حقانیہ کا مرکزی دروازہ اب تک تعمیر نہیں ہوا تھا صرف ایک چھوٹا اور تنگ سا لوہے کا گیٹ آمدورفت کیلئے تھا جسے بھاری بھرکم ٹرکوں نے کئی مرتبہ گرایا۔ لہٰذا شدید ضرورت کے پیش نظر اربابِ اہتمام نے توکلاً علی اللہ ایک شاندار اور مثالی مرکزی دروازہ "باب السلام" کی تعمیر کا فیصلہ کیا جو الحمدللہ تعمیر ہوگیا ہے اور تزئین وآرائش کے بعد ایک شاندار اور جاذبِ نظر عمارت کی صورت اختیار کرلے گا۔

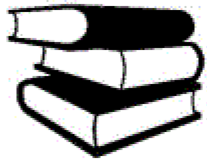

تعارف وتبصرہ کتب

● حیات نعمانیؒ .... مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

قافلۂ ولی اللّٰھی کے عظیم جرنیل، فکر شیخ الہندؒ کے شارح اور برصغیر میں تبلیغ اسلام کے نبض شناس حضرت مولانا منظور احمد نعمانی ۱۹۹۷ء میں دارفانی سے کوچ کر گئے مگر ماہنامہ الفرقان سمیت درجنوں تصانیف کی شکل میں ان کا فیض آج بھی جاری وساری ہے۔ مولانا نعمانیؒ برصغیر کے ان چند گنے چنے اکابر میں سے تھے جنہوں نے قومی، ملی، مذہبی اور اصلاحی جیسے مختلف اور متنوع محاذوں پر تبلیغ اسلام جیسا عظیم فریضہ انجام دیا۔ وہ بیک وقت، مبلغ، مفسر، محقق، مصنف، خطیب، داعی اور صوفی تھے۔ بقول محترم سجاد میاں صاحب کہ ''ایسی جامع الکمالات شخصیت کی سوانح لکھنا، اور ۷۰ سال سے کچھ زیادہ ہی عرصے کے زمانی اور ہزاروں میل کے مکانی رقبے پر پھیلی ہوئی، مختلف بلکہ متضاد میدانوں میں اس کی خدمات کا بیان کوئی آسان کام ہے؟ (حیات نعمانی)

یقیناً مولانا خلیل الرحمٰن سجاد صاحب کے اس دعوے سے ہمیں مکمل اتفاق ہے۔ مگر الولد سر لابیہ کی بنیاد پر صاحب سوانح کے علمی، فکری اور روحانی جانشین حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی نے یہ علمی معرکہ سر کر کے ''حیات نعمانی'' کی شکل میں تمام مسلمانان ہند کا قرضہ چکا دیا۔

زیر تبصرہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصے میں ۱۴ ابواب ہیں جس میں حضرت نعمانیؒ کے وطن پیدائش، خاندان، تعلیم، تدریس، صحافت، سیاسی جدو جہد، خانقاہی زندگی، دارالعلوم دیو بند سے وابستگی، ملی مسائل، تصنیفات وتالیفات، اسفار، ملفوظات ومکتوبات، مزاج ومذاق، عادات واولاد اور وفات پر تعزیتی شذرات سمیت ان کے متعلقہ اہم شخصیات کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے جبکہ دوسرے حصے میں بندگان حق کی یافت: کس کو پایا؟ کیا پایا؟ کے عنوان ۱۱۴ اکابرین امت کا تذکرہ خود صاحب سوانح کے قلم سے شامل اشاعت ہے جن سے صاحب سوانح نے دیدار ملاقات یا افادہ واستفادہ کیا۔ کتاب کا ہر ورق چشم کشا ہے، علماء کیلئے ضابطہ حیات، مبلغین کے لئے لائحہ عمل اور دیو بندیت کی تعبیر وتشریح پر منحصر ہونے کی وجہ سے بار بار پڑھنے کے قابل ہے مگر ''ہدیہ تبریک'' کے عنوان سے مولانا خلیل الرحمٰن سجاد صاحب کا ابتدائیہ ادب عالی کا نمونہ ہے اسی طرح صفحہ ۲۵۲ پر ''اور ...... خود اپنی نگاہ میں''! کے عنوان صاحب سوانح نے الفرقان کے وفیات نمبر کے نگاہ اولین میں اپنے وقت موعود کو تصور کرتے ہوئے ایک ''شذرہ'' لکھا تھا جو اپنی جامعیت اور معنویت کے لحاظ سے بالکل منفرد تحریر ہے جبکہ آخر میں

صاحب سوانح کے جملہ مضامین کا اشاریہ شامل کر کے سوانح نگار نے مزید کمال کیا ہے۔

یقیناً ۶۶۰ پر مشتمل اس عظیم علمی، تاریخی، ادبی اور تحقیقی کاوش پر مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی ؒ قابل صد تحسین وتبریک ہیں۔ استاذی المکرّم مولانا سمیع الحق صاحب نے اس کتاب کو سوانح نگار کا ایک عظیم کارنامہ قرار دیا۔ یہ علمی سوغات الفرقان بکڈپو ۳۱/۱۱۴ نظیر آباد لکھنو انڈیا سے ۴۵۰ روپے میں دستیاب ہے جبکہ پاکستان میں جناب سجاد الٰہی صاحب لاہور سے بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔ (محمد اسرار ابن مدنی)

● **قرآن مجید ایک تعارف** .... ڈاکٹر محمود احمد غازی

ڈاکٹر محمود غازی علمی حلقوں میں کسی تعارف کا محتاج نہیں وہ علوم اسلامی کا ایک ماہر عالم تھے۔ ڈاکٹر محمود غازیؒ نے علوم اور معارف قرآنی اور دقائق علمیہ پیش کر کے قاری کو دسیوں کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب ڈاکٹر محمد احمد غازی کے چند دروس کا مجموعہ ہے' زوار اکیڈمی کافی عرصہ سے ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کے علوم و معارف کو کتابی صورت میں پیش کرنے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں انہی علوم و معارف کا ایک بیش بہا خزینہ " قرآن مجید ایک تعارف " بھی ہے 125 صفحات پر مشتمل یہ کتاب زوار اکیڈمی پبلی کیشنز: اے/۴/۱۷ ناظم آباد نمبر ۴ کراچی سے دستیاب ہے قیمت ۱۰۰ روپے (محمد اسرار ابن مدنی)

● **سوانح حیات امام مسلم اور انکی حدیثی خدمات** ...... ابوعبیدہ ال سلمان/ ترجمہ مولانا شمس الدین نور

تیسری صدی کا ہجری کے نصف اول میں امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ اور امام مسلم بن الحجاج نیشاپوریؒ کے ہاتھوں تدوین حدیث کو صحیحین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ امام بخاری کے حالات اور سوانح پر تو اردو زبان میں بعض تصنیفات موجود ہیں' لیکن امام مسلم کے حالات زندگی اور ان کے منہج علمی اور طریقہ کار پر اردو زبان میں کوئی مستند کتاب نہیں تھی' ہاں بعض علماء کرام نے مجموعی لحاظ سے جو محدثین کرام کے حالات قلمبند کیے ہیں ان میں تو امام مسلم کے حالات پر مفصل مواد ملتے ہیں' لیکن مستقل طور پر کوئی کتاب نہ تھی۔ عربی زبان میں تو امام مسلم پر بہت سارا کام ہو چکا ہے۔ مختلف مقالات اور مضامین اور مستقل کتابیں ان پر لکھی گئی ہیں' ان عربی کتابوں میں ایک مفصل کتاب "امام مسلم بن الحجاج و منهجه فی الصحیح واثره فی علم الحدیث" کے عنوان سے دو جلدوں میں اردن کے ایک محقق عالم ابوعبیدہ مشہور بن حسن ال سلمان کے قلم سے شائع ہوئی' بہت جامع کتاب ہے' کافی دیدہ ریزی اور جانفشانی کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ لیکن وہ عربی میں تھے اور اردو کا دامن اس طرح کے پھول سے خالی تھی۔ ضرورت بھی اس امر کی تھی کہ اردو میں امام صاحب کے احوال پر مستقل کتاب موجود ہو تو اس جستجو وتلاش نے مولانا شمس الدین نور صاحب کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ اس کتاب کا ترجمہ کریں انہوں نے ترجمہ کر بھی دیا۔ زیر تبصرہ کتاب اس ترجمے کا حصہ اول ہے کتاب کا ترجمہ روان اور شستہ عام فہم عبارت میں ہے۔

فاضل مترجم نے اس کے ترجمے کے ساتھ ساتھ اسے مزید مفید بنا کر اس پر کچھ اضافے اور حواشی بھی قلمبند کئے اور اہم قیمتی عنوانات سے مزین کیا ہے۔ کتاب کا نام اگر سوانح حیات امام مسلم اور ان کی محدثانہ خدمات ہوتے تو بہتر ہوتا۔ کمپوزنگ کے بعض اغلاط جابجا نظر آتے ہیں۔ تاہم امید ہے کہ آئندہ طباعت میں اس کی تلافی ہوگی۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو۔ اللہ توفیق دے کہ دوسرے حصہ کا بندوبست کرے امین ۳۹۷ صفحات پر مشتمل اس کتاب کی عام قیمت ۴۰۰ روپے ہے۔ مکتبہ النور کراچی سے دستیاب ہے۔ 0305-3211436 (م۔ا۔حقانی)

● تلامذہ امام اعظم ابوحنیفہ کا محدثانہ مقام ...... حافظ ظہور احمد الحسینی

کتاب وسنت کی گہرائی تک پہنچنے کا نام فقہ ہے، قرآن کریم کی رو سے راسخین فی العلم سے مراد وہ علماء ہیں جو کتاب وسنت کی گہرائی تک پہنچے ہوں، فقہاء کرامؒ کی خدمات اور دین حق کی نشرواشاعت میں ان کی مساعی جمیلہ پر امت نے ہمیشہ انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ہمارے لئے تمام فقہاء خواہ حنفی ہوں یا شافعی مالکی یا حنبلی وہ ہمارے لئے محترم ہیں، ہمیں کسی کے علم وفقہ میں کوئی نقص نظر نہیں آتا ہے ہم کیا ہیں کہ اپنے اسلاف کے علوم ومعارف پر کوئی تنقید کریں یا تعصب کی نظر سے اسلاف امت دیکھ سکیں لیکن بدقسمتی سے مغربی تہذیب کے غلبہ کے بعد امت مسلمہ افتراق وانتشار کی شکار ہوگئیں۔ مغرب نے امت مسلمہ کو اپنے مقصد اور نصب العین سے کسی اور جانب گامزن کردیا۔ عصر حاضر میں ایک ٹولہ ایسا بھی ہے جو امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ان کے اجلہ شاگردوں پر تنقید کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا اور انکے محدثانہ مقام کو مشکوک بناتے ہیں حتیٰ کہ انکے محدث ہونے کا سرے سے انکار کرتے ہیں اور انکے اجلہ شاگردوں کے خلاف رکیک حملے کرتے ہوئے ان کے خلاف بعض نازیبا الفاظ استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ زیر تبصرہ کتاب نے انہی شکوک وشبہات کو کچھ اس قدر بہتر اور جدید انداز میں یقین کی بھٹی میں ڈال کر حل فرمایا، امید ہے کہ اس کتاب سے ان شکوک وشبہات کی بیخ کنی ہوگی۔ شک بربنائے جہالت ہوتا ہے لیکن اگر اس کو یقینی علم سے دور کردیا جائے تو پھر اعتراضات کرنے کی گنجائش سرے سے باقی ہی نہیں رہتی۔ حافظ ظہور احمد الحسینی نے اس سے پہلے امام ابوحنیفہؒ کے محدثانہ مقام کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی اور اب ان کے شاگردوں کے محدثانہ مقام کو زیر بحث لایا گیا ہے، اور مکمل تحقیقی، تاریخی حوالوں سے ان تمام فقہاء کے محدثانہ عظمت اور جلال کو واضح کردیا ہے اور نہایت محقق، مستحکم دلائل اور ناقابل تردید حقائق سے امام اعظم کے اجلہ تلامذہ کے محدثانہ شان کو ضبط تحریر میں لاکر مصنف نے نہایت عرقریزی، شوق، محنت، محبت اور خلوص کیساتھ احناف کی طرف سے یہ فرض کفایہ ادا کرکے مخالفین کے تمام شبہات، اعتراضات اور تعصبات کے تسلی بخش جوابات دیئے ہیں۔ ۵۶۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب مکتبہ خانقاہ امدادیہ مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام حضرو اٹک سے دستیاب ہے۔ (م۔ا۔حقانی)